

ہم ملے تم ملے اور دل ملے



ربیعہ امجد

پاکستانی پوائنٹ ڈاٹ کام

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

# ہم ملے تم ملے اور دل ملے

ربیعہ امجد



مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

# ہم ملے تم ملے اور دل ملے

## کتابی شکل: پاکستانی پوائنٹ کمپوزنگ ٹیم



پاکستانی پوائنٹ کوئی تجارتی ویب سائٹ نہیں ہے یہاں پر موجود ناولز بالکل مفت ہیں۔ اس مشن کا مقصد صرف اردو ادب کی خدمت کرنا ہے تاکہ جو لوگ وطن سے دور ہیں اور اردو کتب حاصل نہیں کر سکتے، وہ یہاں سے ڈاؤنلوڈ کر لیں۔ اگر آپ اردو لکھنا جانتے ہیں تو آپ بھی روز کا ایک صفحہ کمپوز کر کے اس مشن کا حصہ بن سکتے ہیں۔ مزید معلومات کے لئے، سپر موڈز: صبا گل، قتلی، ٹیم لیڈر: ایم وائے صائم، مینجمنٹ: حبیب یاو قار سے رابطہ کریں، شکریہ



زرنش عبید آفندی لاؤنج میں بیٹھی مارنگنگ شو دیکھ رہی تھی۔ ہاتھ میں تازہ اورنج جوس کا گلاس تھا۔ جس کا وہ وقفے وقفے سے گھونٹ بھر لیتی۔ اسی اثنا میں حجاب چلی آئی۔ حجاب اُس کے بڑے تایا نوید آفندی کی سب سے چھوٹی بیٹی اور اُس کی بیسٹ فرینڈ تھی۔

"تم یہاں بیٹھ کہ ٹی وی دیکھ رہی ہو حد ہے ویسے۔۔۔ کلاس سٹارٹ ہونے میں صرف پچیس منٹ باقی ہیں۔۔۔ آخر تم نے تیار کب ہونا ہے؟" - حجاب نے اُسے اتنے ریلکس انداز میں بیٹھے دیکھا تو حیرت سے استفسار کرنے لگی۔

"کونسی کلاس۔۔۔؟" - زرنش نے بھنویں اچکاتے ہوئے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"بھول گئی آج پہلی کلاس سر حسن کی ہے۔" حجاب نے اُسے یاد دہانی کروائی۔

"اب یہ کونسی بلا ہے۔۔۔" زرنش کی بے نیازی عروج پر تھی۔ وہ یوں بیسیو کر رہی تھی جیسے پہلی بار کالج جانا ہو۔ حجاب کو تپ چڑ گئی۔

"تھوڑی دیر بعد پوچھنا کہ کونسے سنجیکٹ کی بلا ہے یہ۔۔۔۔" وہ دانت پیتے ہوئے گویا ہوئی۔ ساتھ ہی ریمورٹ اٹھا کر ٹی وی کا الیوم کم کر دیا۔

"بلکل میں اگلا سوال یہی پوچھنے والی تھی۔۔۔ تم بہت ذہین ہو ویسے دل کی بات جان لیتی ہو۔" وہ ڈھٹائی سے جواب دے کر صوفے پر نیم دراز ہو گئی۔

"زری میں بالکل سیریس ہوں۔۔۔ آج سر نے ٹیسٹ لینا ہے اور سر نے سٹریکٹ وارنگ دی تھی کہ کوئی چھٹی نہ کرے۔۔۔ اور تمہاری وجہ سے کہیں مجھے نہ دیر ہو جائے اس لیے پلیز ٹائم ویسٹ مت کرو اور اٹھو فٹافٹ تیار ہو جاؤ۔۔۔ میں زرا حمزہ کو اٹھاتی ہوں وہ ہمیں کالج چھوڑ آئے گا کیونکہ زاویار بھائی تو کب کے جا چکے ہیں۔" حجاب نے اُسے منت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھنے لگی مگر زرنش نے اُس کا بازو تھام کر واپس بیٹھالیا۔

"مس حجاب آفندی آپ بھول رہی ہیں کہ میں پچھلے چار دن سے چھٹی پر ہوں۔۔۔ اس لیے میں نہ تو کسی ٹیسٹ کے بارے میں جانتی ہوں اور نہ ہی سر حسن نامی بلا سے واقف ہوں۔۔۔ اور تو اور مجھے تو یہ بھی نہیں پتہ کہ آخر ٹیسٹ ہے کس سبجیکٹ کا۔۔۔ تو کانسڈلی آپ میری کنفیوزن دور کریں گی۔" وہ ہنرور دق بیٹھی حجاب کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی۔

"تمہیں میں نے کل رات کو بتایا تو تھا کہ فزکس کا ٹیسٹ ہے۔۔۔۔" حجاب نے اُس کی لاپرواہی پر افسوس سے جواب دیا۔

"مگر فزکس تو سر ارشد پڑھاتے ہیں اور وہ تو ایک ہفتہ پہلے کالج چھوڑ کے چلے گئے تھے۔ زرنش نے اُسے یاد دلایا۔



"فارپور کانسٹ انفارمیشن سرارشد کی جگہ سر حسن بن جہانگیر آچکے ہیں اور آج اُن کی ہمارے ساتھ تیسری کلاس ہے اور ساتھ میں فرسٹ تھری چیپٹر کا ٹیسٹ بھی ہے۔۔۔ اور میں نے تمہیں رات کو میج کر کے بتایا تھا کہ ٹیسٹ یاد کر لینا۔" حجاب نے اُس کو بتایا تو وہ حیران ہوئی۔

"تم نے مجھے میچ کیا تھا مگر کب۔۔۔؟" وہ اُس کے میچ کاسن کر سوچ میں پڑ گئی۔ ایسا تو کوئی میچ نہیں ملا تھا۔

"کل رات ساڑھے آٹھ بجے میں نے تمہیں ٹیکسٹ کیا تھا۔" حجاب کو اچھی طرح یاد تھا۔

"حیرت ہے مگر مجھے تو تمہارا کوئی میسج نہیں ملا۔۔۔۔۔" زرنش کو تعجب ہو رہا تھا۔ حجاب کہہ رہی تھی کہ اُس نے میسج کیا تھا مگر زرنش کو نہیں ملا تھا حیرت کی بات تو تھی۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں زری میں نے تمہیں میسج کیا تھا یہ دیکھو ابھی بھی میرے فون میں ہے۔" حجاب نے اپنا فون آن کر کے اُس کو دکھایا۔ زرنش نے کھول کر دیکھا۔ چند لمبے دیکھنے کے بعد وہ حجاب کو گھورنے لگی۔

"کیا ہوا۔۔۔؟" - حجاب کچھ یزل ہوئی۔

"کبھی نہ اپنے فون میں بیلنس بھی کروا کیا کرو۔۔۔" وہ دانت پیس کر گویا ہوئی۔

"مطلب۔۔۔۔۔" - حجاب نے نا سمجھی سے اُس کو دیکھا۔



"مطلب میسج ناٹ سینٹ ڈفر۔۔۔۔۔" زرنش چیختے ہوئے بولی۔

"ہائے ربایہ کیسے ہو گیا۔۔۔ ابھی دو دن پہلے تو تیس کا لوڈ کروایا تھا تو وہ کہاں گیا۔۔۔۔۔" حجاب کو تو جیسے صدمہ لگ گیا۔

"وہ تمہیں پتہ ہو کہاں گیا۔۔۔ اور اب تم یہاں بیٹھ کہ ٹائم نہ ضائع کرو۔۔۔ کالج جاؤ۔۔۔ دیر ہو رہی ہے۔" زرنش نے اُس کا دیہان واپس کھینچا۔  
"اور تم نہیں جاؤ گی کیا۔۔۔؟" حجاب کو جھٹکا لگا۔

"ظاہر سی بات ہے مجھے ٹیسٹ نہیں آتا تو نہیں جاؤں گی نہ میں نے تو چار دن سے کوئی بک کھول کے نہیں دیکھی۔" زرنش نے کہتے ہوئے ٹی وی کا والیوم بڑھایا جہاں ہوسٹ کسی نئی ڈش کی ریسپی بتا رہی تھی۔

"تو کس نے کہا تھا برتھ ڈے پارٹیاں اٹینڈ کرتی پھر و۔۔۔۔۔" حجاب کو اُس کی بات سن کر غصہ آ گیا۔

زرنش اپنے ننھیال میں اپنی کسی کزن کی برتھ ڈے پارٹی پہ گئی تھی۔ وہ گئی تو ایک دن کے لیے تھی مگر وہاں سب نے روک لیا اور اس طرح وہ چار دن برباد کرنے کے بعد آج پانچواں دن بھی برباد کرنے کے چکروں میں تھی۔

"اچھا اب طعنے دینے مت بیٹھ جانا پلیز۔۔۔۔۔" زرنش نے باقاعدہ کا تھ جوڑے۔



"تو پھر کالج چلو نہ میرے ساتھ۔۔۔ میں تمہیں سارا ٹیسٹ کروادوں گی پکا پر اس بٹ پلیز کالج چلو۔۔۔ تمہارے بغیر میرا بلکل دل نہیں لگتا۔۔۔" حجاب اُس کی منت کرنے لگی۔

"سوری یار میں بہت تھک گئی ہوں گھوم گھوم کہ آج پورا دن بس ریٹ کروں گی کل سے کالج جانا سٹارٹ۔۔۔۔" وہ ایک انکڑائی لیتے ہوئے لاپرواہی سے بولی۔

"اور ٹیسٹ نواب صاحبہ۔۔۔۔" حجاب نے حیرت سے پوچھا۔

"جب کالج نہیں جاؤں گی تو ظاہر سی بات ہے ٹیسٹ بھی نہیں دوں گی۔۔۔ اب تم مجھ سے سوال جواب کرنے میں اپنا وقت ضائع مت کرو اور کالج جاؤ۔۔۔ کہیں میرے چکروں میں تمہارا ٹیسٹ بھی نہ مس ہو جائے۔۔۔" زرنش نے بے نیازی سے کہا تو حجاب اُسے گھورنے لگی۔

"کیا شان ہیں ویسے تمہارے۔۔۔ چلو خیر کل سر حسن کی ڈانٹ کھانے کے لیے تیار ہو جانا۔۔۔ پہلے ہی ایک تو چار چھٹیاں کر چکی ہو اور اوپر سے پانچویں بھی آج کرو گی۔۔۔ تمہاری خیر نہیں اب۔۔۔۔" وہ دانت پیس کر کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

"ہنہ دیکھ لیں گے سر حسن کو بھی کل۔۔۔۔" وہ سوچتے ہوئے سر جھٹک کر واپس ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔

!.....!



فزکس کی کلاس سٹارٹ ہو چکی تھی۔ مگر ابھی سر نہیں آئے تھے۔ ساری لڑکیاں آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھیں۔

"آج تمہاری بہت انسٹ ہو گی زرنش دیکھ لینا۔۔۔ کل تم نے بس پوری کلاس میں سے چھٹی کی تھی اور سر کو بہت غصہ آیا تھا۔" فلک نے زرنش کو خبردار کیا۔

"جو ہو گا دیکھا جائے گا۔۔۔" وہ اندر سے کافی خائف تھی مگر ظاہر نہ ہونے دیا۔ دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا ناجانے کیا حال ہونے والا تھا۔

"فلک تم کہاں سر کھپا رہی ہو میری بہن۔۔۔ اس مخلوق کا تعلق ڈھیٹ ترین لوگوں کے گروپ میں سے ہے۔۔۔ کوئی فائدہ نہیں ہے اس کو کچھ کہنے کا۔" حجاب نے طنز کیا۔ وہ کل سے اُس سے خفا تھی۔

اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی سر حسن کلاس میں داخل ہو گئے۔ سب لڑکیوں کی زبانوں کو ایک دم سے بریک لگا۔ زرنش تو حیرت کے مارے بیہوش ہونے والی ہو گئی۔ وہ تو کسی ایجنڈ سے سر جن کی عمر کم سے کم بھی چالیس پننالیس ہو ان کا تصور کر رہی تھی۔ مگر یہ تو بمشکل تیس کے لگ رہے تھے۔ چہرے پر چھائی کر خفگی اور رعب دار پرسنالٹی وہ تو دیکھتی رہ گئی۔ اُس نے اپنی پوری لائف میں اتنا پرسنالٹڈ اور شاندار بندہ نہیں دیکھا تھا۔ وائٹ شلوار قمیض میں وہ کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا۔ سر نے کب سلام لی اور کب گرلز کو بٹھایا



جو اُن کے آتے ہی احتراماً کھڑی ہوئیں تھی وہ ان سب سے انجان تھی۔ بلکہ وہ تو اُٹھی ہی نہیں تھی۔ جہاں بیٹھی تھی وہیں بیٹھی رہ گئی۔

"زری کہاں گم ہو۔۔۔؟"۔۔۔ فلک نے اُسے ٹوکا دیا تو وہ چونکی۔ بے تاثر نگاہوں سے فلک کو دیکھا جس نے نظروں کے تصادم پر بھنویں اچکا کر اُس سے پوچھا کہ اُسے کیا ہوا تھا۔ "کک کچھ نہیں۔۔۔"۔۔۔ زرنش نے سرنفی میں ہلاتے ہوئے مدھم سے لہجے میں کہا۔  
سر حسن اب اٹینڈس لے رہے تھے۔ زرنش کا دل دھک دھک کرنے لگا۔  
"زرنش عبید۔۔۔"۔۔۔ انہوں نے پکارا۔ ایک لمبے کے لیے وہ رک گئے تھے۔  
"یس سر۔۔۔"۔۔۔ وہ مری ہوئی آواز میں بولی۔

"سٹینڈ اپ۔۔۔"۔۔۔ اُن کے چہرے پر غصہ در آیا۔  
بلا کی سنجیدگی تو پہلے ہی اُن کے چہرے پر تھی اب مزید آگئی۔  
زرنش دھڑکتے دل کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔  
وہ اس سے پہلے کے کچھ بولتے زرنش نے اپنی صفائی دینی چاہی۔  
"سر وہ میں۔۔۔"۔۔۔ اُس کے پاس صفائی دینے کے لیے الفاظ ختم ہو گئے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولتی۔



مزید کچھ کہنے اور وہاں رکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ وہ چپ چاپ انسویٹی بیگ اٹھا کر باہر نکل آئی۔

سر حسن کچھ دیر بعد خود کو نارمل کر کے لیکچر کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اب کلاس میں سوائے اُن کی آواز کے کسی کے سانس لینے کی بھی آواز نہیں آرہی تھی۔ فلک اور حجاب البتہ پورا لیکچر افسرہ سی بیٹھی رہیں۔ اُن کا دیہان بار بار بھٹک کر زرنش کی طرف چلا جاتا۔ لیکچر کا ایک لفظ بھی پلے نہیں پڑا تھا۔

!.....!

کلاس ختم ہوئی تو وہ دونوں لائبریری آگئیں کیونکہ جانتی تھیں کہ وہ وہی کسی کونے میں بیٹھی رو رہی ہوگی۔ حجاب از حد پریشان تھی۔ وہ لائبریری آکر اُس کی تلاش میں ادھر ادھر دیکھنے لگی تو اُسے وہ کونے میں پڑے ٹیبل پر کتاب پہ جھکی نظر آئی۔ حجاب جانتی تھی وہ وہ رو رہی ہوگی۔ وہ دونوں اُس کی طرف لپکیں۔

"زری۔۔۔۔۔" حجاب نے بے چینی سے اُسے پکارا۔

وہ واقعی رورہی تھی۔ حجاب اُس کے ساتھ جب کہ فلک اُس کے سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔  
 زرنش نے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھ لیے۔



"یار پاگل ہو۔۔۔ کیا حال بنا لیا اپنا۔" حجاب نے اُس کے ہاتھ ہٹائے۔ اُس کی آنکھیں سو جھی ہوئی تھیں۔

وہ پھر سے رونے لگی تو وہ دونوں مزید پریشان ہو گئیں۔

"زرنش پلینز چپ ہو جاؤ۔۔۔ میں نے کل بولا تھا نہ تمہیں کہ نہ کرو چھٹی میں تمہیں ٹیسٹ کروادوں گی مگر تم نہیں مانی۔۔۔ ایک تو پہلے سے ہی تمہاری چار چھٹیاں تھی وہ بھی بنا کسی اپلیکیشن کے اور اوپر سے تم نے ٹیسٹ بھی مس کر دیا۔۔۔ سر کا غصہ تو بنتا تھا۔" حجاب اُس کے انصواف کرتے ہوئے بولی۔

"لیکن وہ میری بات تو سن لیتے۔۔۔ انہوں نے مجھے بولنے کا موقع بھی نہیں دیا اور کلاس سے باہر نکال دیا تھا۔" وہ سوس سوس کرتے ہوئے بولی۔ "اوپر سے پوری کلاس کے سامنے ڈانٹ دیا پتہ مجھے کتنی انسٹ فیل ہوئی تھی۔" وہ معصومیت سے بولی تو ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔

”زرنش تم سر سے سوری بول لو کہیں ایسا نہ ہو کہ کل بھی کلاس میں نہ آنے دیں۔۔۔ مجھے تو سر کچھ کچھ ویسے ہی مینٹل لگتے ہیں۔۔۔ لڑکیوں سے ایسے بے رُخی سے بات کرتے ہیں جیسے اگر پیار سے بات کی تو نا جانے کیا قیامت آجائے گی۔“ - فلک منہ بنا کر بولی۔



"یار اگر سر لڑکیوں سے زرا فری ہوں تم جانتی ہو کیا نتیجہ نکلے گا۔۔۔ کالج کی لڑکیاں تو اب بھی اُن کو دیکھ دیکھ کر آپہن بھرتی ہیں اگر سر کسی کے ساتھ فری ہو گئے۔۔ ہنس کے بات کر لی تو اُس کا دماغ تو ساتویں آسمان پر پہنچ جائے گا نہ۔۔ اور میرے خیال سے تو اچھا کرتے ہیں سر۔۔۔ گر لڑکا لُج ہے اویں کو اسکیٹڈل بن جائے گا اور بیچارے بدنام ہو جائیں گے۔" حجاب سر حسن سے کافی ایمپریس تھی۔ اور ایمپریس تو زرنش بھی تھی مگر اُس نے ظاہر نہ ہونے دیا۔

ویسے میں نے سنا ہے کہ سر پرمائنٹ نہیں ہیں بس اتنی دیر کے لیے ہیں جتنی دیر کے لیے فزکس کا نیا ٹیچر نہیں آجاتا۔۔۔ سر مینکل انجینئر ہیں۔۔۔ پر نپیل سر کے کسی دوست کے بیٹے ہیں۔۔۔ سر نے اُن کو اس لیے بلایا ہے تاکہ سٹوڈنٹس کا ٹائم ویسٹ نہ ہو۔۔۔ "فلک نے اُن کی انفارمیشن میں مزید اضافہ کیا۔ یہ ساری باتیں اُسے کلاس کی لڑکیوں سے پتہ چلی تھیں۔ جنہوں نے دو تین دن میں ہی سر حسن کا پورا شجرہ نسب معلوم کر لیا تھا۔

"ویسے جو بھی ہے سر پڑھاتے بہت کمال کا ہیں۔۔۔ ایک ایک پوائنٹ ڈسکس کرتے ہیں۔۔۔ ہر سوال کا جواب دیتے ہیں اور سوال پوچھنے پر ناراض بھی نہیں ہوتے ورنہ سر ارشد کا تو ادھر کسی نے سوال پوچھا آدھر ازپن کا بی پی لو ہوا۔۔۔ پھر ایسی معصوم شکل بنا لیتے تھے جیسے پتہ نہیں سوال پوچھنے والے نے کونسا ظلم ڈھادیا اُن پر۔۔۔" حجاب مسکراتے ہوئے

بولی۔ فلک کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آگئی۔ زرنش کا موڈ بھی کسی حد تک ٹھیک ہو گیا۔ وہ بی ایس سی سینکڈ آئیر کی سٹوڈنٹس تھیں۔

"اللہ کرے سر ہمارا یہ سال کمپلیٹ کروا کر ہی جائیں۔۔۔" - فلک نے دل سے دعا کی جس پر حجاب نے آمین کہا۔

"زرنش تم سر سے سوری بول لو یا ر۔۔۔" - حجاب زرنش کی طرف متوجہ ہوئی۔

"مجھے ڈر لگتا ہے یار کہیں پھر انسٹ نہ ہو جائے۔۔۔ اب میں ایسا رسک نہیں لے سکتی۔"

وہ پریشانی سے بولی تو وہ دونوں سوچ میں پڑ گئیں۔ بات تو ایک دم سہی تھی۔

تبھی حجاب کے سیل پر بپ ہوئی اُس نے اٹھا کر دیکھا تو جی آر کا میسج تھا۔

"زری تمہیں پر نسیل سرنے اپنے آفس میں بلایا ہے۔۔۔" اُس نے میسج پڑھنے کے بعد کہا

تو زرنش کے ساتھ ساتھ فلک بھی حیرت میں مبتلا ہو گئی۔

"لیکن کیوں؟" - اُس کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزر گئے۔

"مجھے لگتا سر حسن نے تمہاری شکایت لگا دی ہے پر نسیل سر کو۔۔۔۔" فلک نے خدشہ ظاہر

کیا۔

"ہائے ربا زری اب کیا ہو گا۔۔۔ وہ تو بہت ڈانٹیں گے۔۔۔" حجاب فکر مند ہوئی۔

"میں نہیں جاؤں گی۔۔۔۔" اُس نے انکار کر دیا۔









سٹیفکیٹ کا کیا چکر چلا رہے تھے وہ لوگ۔۔۔ بیماری کا تو بہانہ کر لیا تھا کیونکہ وہ تو اُس کے اپنے ذہن کی تیار شدہ پلاننگ تھی مگر اب یہ میڈیکل سٹیفکیٹ کہاں سے آتا۔ وہ سمجھ گئی تھی کہ اُس سے سہی طرح سے جھوٹ نہیں بولا گیا تھا اور اسی بات کا فائدہ اٹھا کر وہ لوگ اُس کا جھوٹ پکڑ سکتے تھے۔

"اللہ جی آج بچا لیں بس آئندہ میری توبہ جو میں کبھی چھٹی کروں گی۔۔۔ بس آج عزت رہ جائے۔" زرنش دل ہی دل میں دعائیں مانگنے لگی۔

"کیا ہوا چپ کیوں ہو گئیں۔۔۔؟"۔۔۔ سر حسن اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔

"سرگھر میں ہے میڈیکل سرٹیفکیٹ میرے پاس۔۔۔ کل لا دوں گی۔" اُس نے پھر جھوٹ کا سہارا لیا۔ اب وہاں سے باہر تو نکلنا تھا نہ۔۔۔

"اوکے فائن۔۔۔۔" پر نپیل سر نے اُسے موقع دے دیا۔ "بٹ کل مین کل۔۔۔۔۔"

اُنہوں نے انگلی اٹھا کر اُسے وارننگ دی۔

"جی سر۔۔۔" اُس کو اپنی آواز کسی گہرے کنویں سے آتی سنائی دی۔

”ناؤ یو کین گو۔۔۔۔“ - اُنہوں نے اُسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ مرے مرے قدم اُٹھاتی آفس سے نکل آئی۔

"کیا لگتا ہے حسن سچ بول رہی تھی یا جھوٹ۔۔۔۔۔" اُس کے جانے کے بعد پرنسپل سر نے سر حسن کو مخاطب کیا جو کسی گہری سوچ میں گم تھے۔

"ظاہر سی بات ہے جھوٹ بول رہی تھی"۔ انہوں نے اُن کی طرف دیکھتے ہوئے جواب دیا تو انہوں نے ایک لمبا ہنکار بھرا اور پھر بولے۔

"میڈیکل سرٹیفکیٹ کہاں سے لائے گی اگر جھوٹ بول رہی ہے تو۔۔۔۔۔"

"جب وہ خود کو آج بچانے کے لئے جھوٹ کا سہارا لے سکتی ہے تو کل بھی کچھ نہ کچھ سوچ ہی لے گی۔۔۔۔۔ سٹوڈنٹس کی سائنکی کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔۔۔ ایک جھوٹ کو سچ کرنے کے لئے وہ ہزاروں جھوٹ بول لیتے ہیں اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ اکثر ہمارے ہاں ٹیچرز بھی اُن کے جھوٹ میں آجاتے ہیں کیونکہ وہ بولتے ہی اتنی صفائی سے ہیں کہ نہ ماننے کی گنجائش ہی ختم ہو جاتی ہے۔۔۔۔۔" سر حسن نے پیپرو ویٹ کو ہاتھ سے گھماتے ہوئے کہا تو پرنسپل سر کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

"یہ بات تو درست ہے۔۔۔۔۔ ویسے تمہارا کافی تجربہ ہے۔"

"بس سر تجربہ تو نہیں ہے مگر میں بھی آج سے چند سال پہلے تک سٹوڈنٹ تھا۔۔۔ اور ظاہر سی بات ہے ہم بھی یہ سب کرتے تھے"۔ وہ بھی مسکرائے تھے۔









"تم سچ بتا دینا کہ مجھے چاہیے تمہیں جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے"۔ زرنش نے اُس کو مشورہ دیا جبکہ حجاب سر تھام کے بیٹھی رہی۔

"یہ نہیں ہو سکتا۔۔۔ کسی صورت نہیں ہو سکتا۔۔۔"۔ فلک کسی حال میں بھی اس کام کے لئے تیار نہیں تھی۔

"تو میرے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔۔۔"۔ وہ ناراض ہوئی۔ "سر حسن بن جہانگیر میری بیٹہ بچا دیں گے اگر میں نے میڈیکل سرٹیفکیٹ نہ جمع کروایا صبح تو۔۔۔"۔  
"لیکن زری۔۔۔"۔ فلک کے بولنے سے پہلے ہی وہ اُس کی بات کاٹ گئی۔

"میری بہت انسلٹ ہو گی فلک پلیز ڈوسم تھنگ پلیز۔۔۔ تم دوست ہو نہ میری پلیز مان جاؤ۔۔۔ ورنہ کل ہونے والی عزت افزائی کے بعد میں کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہوں گی"۔ زرنش نے اُس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

"چپ کرو ڈرامہ کوئن۔۔۔"۔ فلک نے اُس کے ہاتھ میں سے اپنا ہاتھ نکال لیا۔  
"تو میں پکا سمجھوں تم بات کرو گی نہ اپنے بھائی سے۔۔۔"۔ زرنش نے آس بھری نظروں سے اُس کو پوچھا۔

"یار تو اپنے ساتھ ساتھ ہمیں بھی مروائے گی"۔ ڈرپوک سی فلک کے لیے یہ جان جو کھوں میں ڈالنے کے برابر تھا۔

"اچھا چلو جاؤ کال کر کہ پوچھو ابھی اپنے بھائی سے۔۔۔۔۔" زرنش نے اُس کو اُٹھایا۔  
"مگر زری۔۔۔۔۔" وہ ابھی بھی ڈر رہی تھی۔

"ارے جلدی جاؤ ڈرامے نہ کرو اب۔۔۔۔۔" زرنش نے فون اُس کے ہاتھ میں تھمایا اور ذرا  
سائیڈ پہ چلی گئی۔

"تو کتنی بد تمیز ہے ویسے۔۔۔۔۔ بچاری فلک کو کس مشکل میں ڈال دیا۔" حجاب کو فلک کے  
لئے افسوس ہوا۔

زرنش نے اُس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا اور فلک کا برگراٹھا کر کھانے لگی۔ حجاب نے  
افسوس سے اُس کو دیکھا۔

کچھ دیر بعد فلک واپس آئی تو اُس کا چہرہ اترا ہوا تھا۔ زرنش کو گڑبڑ کا احساس ہوا۔  
"کیا ہوا؟" اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

"بھائی مان گئے ہیں۔۔۔۔۔ مگر انہوں نے بہت ڈانٹا مجھے۔۔۔۔۔" وہ منہ بناتے ہوئے بولی تو  
زرنش ایک دم خوش ہو گئی۔

"تھینک گاڈ یہ مسئلہ تو حل ہوا نہ۔۔۔۔۔" وہ اندر سے بھی ریلیکس ہو گئی۔

"ہاں مگر بھائی نے کہا ہے کہ خود جا کہ بنو الینا کیونکہ وہ بڑی ہیں۔۔۔۔۔ البتہ وہ کال کر کہ بتادیں  
گے۔"

"چلو ٹھیک ہے کالج سے چھٹی ہو گی تو گھر جانے سے پہلے یہ کام کر لیں گے۔" اُس نے کہا تو فلک خاموشی سے اُس کو دیکھتی رہی۔

!.....!

فاطمہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی ٹی وی دیکھ رہی تھیں جب وہ اُن کے پاس آکر بیٹھ گئے۔

فاطمہ بیگم نے ٹی وی کا ویلیوم کم کر دیا اور اُس کی طرف رخ پھیر لیا۔

"کیا بات ہے بہت زیادہ تھک گئے ہو کیا؟" اُنہوں نے اُن کے اُترے ہوئے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"جی بہت تھک گیا ہوں۔۔۔۔۔ سر میں بھی درد ہو رہا۔" اُنہوں نے اپنا سر اُن کی گود میں رکھتے ہوئے کہا۔

"مالش کر دوں سر کی۔۔۔۔؟" فاطمہ بیگم اُن کے بالوں میں ہاتھ چلانے لگیں۔

"ہاں کر دیں۔۔۔۔۔" وہ آنکھیں موندتے ہوئے بولے۔ فاطمہ بیگم نے چھنو کو آواز دی اور اُسے تیل لانے کے لیے کہا۔

چھنو بوتل کے جن کی طرح چند ہی لمہوں میں حاضر ہو گئی۔ وہ اُن کے سر پر تیل لگانے ہی لگیں تھی کہ اُن کا فون بجا۔

"ہیلو۔۔۔۔۔" اُنہوں نے سیدھے ہوتے ہوئے پوچھا۔



"کیسے ہو؟" - دوسری طرف اُن کا کزن نبیل تھا -

"میں بالکل فٹ ہوں تم سناؤ۔۔۔ مل گئی فرصت مجھ سے بات کرنے کے لیے۔" انہوں نے شکوہ کیا تو مقابل کھکھلایا۔

"تمہارے سب شکوے دور کرتا ہوں زرا میرے ہاں تشریف لے آؤ۔۔۔۔۔"

"ابھی آرہا ہوں۔۔۔"۔۔۔ انہوں نے فون بند کر دیا۔

"ماما آئی ہیو ٹوگو۔۔۔" وہ اُٹھتے ہوئے بولے۔

"لیکن حسن مالش۔۔۔۔" فاطمہ بیگم نے حیرت سے پوچھا۔

"آکر کروالوں گا۔۔۔ ابھی مجھے نبیل سے ملنے جانا ہے۔۔۔" وہ کہہ کر اُن کا جواب سنے بغیر لاؤنچ پارک کر گئے۔

"عجیب ہے یہ لڑکا بھی۔۔۔ ابھی کہہ رہا تھا کہ تھکا ہوا ہوں اور سر میں درد بھی ہے لیکن

اب پھر چلا گیا۔۔۔" - فاطمہ بیگم بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ ٹی وی کی طرف متوجہ ہو گئی۔ جہاں کوئی ایرانی مووی چل رہی تھی۔

اگلے آدھے گھنٹے میں وہ نبیل کے پاس تھے۔ وہ اپنی کلینک پہ ہی موجود تھا۔ حسن کو دیکھ کر وہ خوشی سے کھڑا ہو گیا۔

"کیسے ہو۔۔۔؟"۔۔۔نبیل نے اُن سے بغل گیر ہوتے ہوئے پوچھا۔



"جیسا بھی ہوں لیکن تم سے ناراض ہوں۔۔۔" وہ اُس سے الگ ہوئے۔

"سوری حسن تمہیں پتہ نایار کہ میں بہت بڑی ہوتا ہوں۔۔۔ پورا دن کوشش کے باوجود بھی ٹائم نہیں مل پاتا۔" نبیل ایک ڈاکٹر تھا۔ صبح اُس کی سول ہاسپٹل میں ڈیوٹی ہوتی اور پھر وہ اپنے کلینک پہ بیٹھتا۔

"چلو ایک شرط پر معافی ملے گی مجھے ایک اچھا سا ڈنر کرواؤ۔۔۔ لیکن یہاں نہیں کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں کیوں کہ یہاں میرا دم گھٹ رہا۔" حسن نے ناک بھوں چڑھاتے ہوئے کہا تو نبیل مسکرایا۔

"یار چلتے ہیں ایک کام نمٹانا ہے مجھے چھوٹا سا۔۔۔ اُس کے بعد جہاں لے جاؤ گے چلوں گا بس پندرہ منٹ ویٹ کر لو۔۔۔ تم تب تک کافی پیو میں کام کر لوں۔" نبیل نے اُن کے کاندھے پہ ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو انہوں نے برا سامنہ بنایا۔

"کام ہے کیا ویسے۔۔۔؟" انہوں نے سر سری سا پوچھا۔

"یار اظہر کی کال آئی تھی اُس کی سسٹر کی کوئی دوست ہے اُس کو نقلی میڈیکل سرٹیفکیٹ بنا کہ دینا ہے۔۔۔ اُس نے اپنے کالج سے بنا بتائے چھٹیاں کی تھیں اور اب وہ میڈیکل سرٹیفکیٹ مانگ رہے ہیں۔" نبیل نے بتایا تو اُن کا ماتھا ٹھنکا۔

دماغ میں ایک ہی خیال آیا تھا بس۔۔۔ مگر ابھی کوئی ثبوت نہیں تھا اس لیے کچھ بھی کہنا بے کار تھا۔

نام کیا اُس لڑکی کا۔۔۔؟"۔ اُنہوں نے اپنے خیال کی تصدیق کرنے کے لئے پوچھا۔

"نام تو نہیں بتایا۔۔۔ بس اتنا ہی بتایا تھا اظہر نے کہ اُن کو میڈیکل سرٹیفکیٹ چاہیے۔۔۔ اب باقی ساری تفصیل تو وہ محترمہ خود ہی بتائیں گی آکر۔۔۔۔"۔ نبیل نے کہنے کے بعد گھنٹی بجائی تو پیون آگیا۔ اُس کو ایک کافی کا آرڈر دے کر وہ پھر اُن کی طرف متوجہ ہوا۔

"وہیے تم لڑکیوں میں کب سے انٹر سٹڈ ہونے لگ ہو۔۔۔۔۔" - نیبل نے اُن کو چھیڑا۔  
 "فضول باتیں مت کرو۔۔۔ میں ویٹنگ روم میں انتظار کر رہا ہوں جلدی آؤ۔۔۔۔۔" - وہ  
 کہہ کر باہر نکل گئے تو نیبل مسکراتے ہوئے چیئر پر بیٹھ گیا۔

حسن کو وہاں بیٹھے تقریباً پچیس منٹ ہو گئے مگر نبیل کا دور دور تک کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ اُنہوں نے ایک کی بجائے دو کپ کافی پی لی مگر نبیل نہ آیا۔ اب تو برداشت ختم ہو چکی تھی وہ غصے سے اُس کی ٹھکائی کرنے کے ارادے سے نبیل کے کمرے کی طرف آئے مگر پھر وہاں بیٹھی حجاب، فلک اور زرنش کو دیکھ کر اُن کو وہیں رک جانا پڑا۔ اُن کا خیال حقیقت کا روپ دھار چکا تھا مطلب زرنش واقعی اپنے جھوٹ کو سچ ثابت کرنے والی تھی۔ وہ لڑکی اُن کی سوچ



سے بھی زیادہ تیز نکلی تھی۔ وہ وہیں دروازے کی اوٹ میں ہو گئے۔ نیبل اُس لڑکی سے سوال کر رہا تھا۔ وہ سننے لگے۔

"کیا کرتی ہیں آپ؟" - نیل نے پنسل روک کر اُس سے پوچھا۔ وہ کرسی پہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔ حجاب اور فلک اُس سے کچھ فاصلے پر کھڑی تھیں۔

"بی ایس سی کر رہی ہوں" - وہ مختصر بولی۔

"بی ایس سی کر رہی ہوں"۔ وہ مختصر بولی۔

"نام کیا ہے آپکا۔۔؟"۔

"زرنش عبید آفندی۔۔۔"

"کونسے کالج میں پڑھتی ہیں؟"۔

"پنجاب کالج میں۔۔۔۔" وہ اب بھی سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"چھٹیاں کیوں کی تھیں؟" - نیل نے پنسل کو منہ میں ڈال لیا۔

"میری کزن کا برتھ ڈے تھا اس لیے کی تھیں" - زرنش نے سچ بتایا تو حجاب نے اپنا سر پیٹ لیا۔ وہ حد سے زیادہ بے وقوف تھی۔

نبیل کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی۔ جبکہ حسن نے غصے سے اپنی مٹھیاں بھینچ لیں۔

"ہمممم گڈ۔۔۔۔۔" حسن کے لہجے میں اُس کے لئے ستائش تھی۔ اُس کا انداز اُسے پسند آیا

تھا۔





کچھ دیر بعد وہ لوگ چلیں گئی تو حسن اندر آئے۔ غصے کے مارے اُن کا چہرہ انار بنا ہوا تھا۔  
 "شرم تو نہیں آتی تمہیں۔۔۔ آدھا گھنٹہ ہو گیا مجھے انتظار کرتے ہوئے۔۔۔ تم نے مجھے  
 ویلا سمجھ رکھا ہے جو بلا کہ بٹھا دیا تھا۔" انہوں نے آتے ہی اُس کی کلاس لی۔ نبیل مسلسل  
 مسکراتا رہا۔

"اِس سے پہلے کہ میں تمہارے سارے دانت توڑ دوں اِن کو دکھانا بند کر دو۔۔۔"

"اچھا سوری سوری یار کچھ زیادہ ہی دیر ہو گئی۔۔۔ چلو چلتے ہیں۔" نبیل نے فوراً اُن کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

"اس لڑکی کو میڈیکل سرٹیفکیٹ کیوں بنا کر دیا تم نے؟" - اُن کا بس نہیں چل رہا تھا زرنش کے ساتھ ساتھ نبیل کا بھی گلابا دیں۔

"تم کیوں پوچھ رہے ہو؟ تم جانتے ہو اُسکو۔۔۔؟"۔ نیل مشکوک ہوا۔ اُس نے پانی گلاس میں ڈالا اور پینے لگا۔

"بہت اچھے سے جانتا ہوں اور نہ صرف جانتا ہوں بلکہ میڈیکل سرٹیفکیٹ بھی میں نے ہی مانگا تھا۔" حسن کے انکشاف پر نبیل کو غوطہ لگ گیا۔ کھانس کھانس کر وہ آدھ موہا ہو گیا۔ جب کچھ ہو اس بحال ہوئے تو اُن کی طرف دیکھا۔ جو ٹیک لگائے کھڑے سنجیدگی سے اُس کو ہی دیکھ رہے تھے۔



"تم سچ کہہ رہے ہو؟" نبیل نے بے یقینی سے پوچھا۔

"مجھے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں پنجاب کالج میں آج کل ٹیچنگ کر رہا ہوں۔۔۔ اور یہ محترمہ بد قسمتی سے میری سٹوڈنٹ ہیں"۔ انہوں نے دانت پیستے ہوئے بتایا تو نبیل کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

"دانت مت نکالو۔۔۔" وہ مزید بھڑک گئے۔

"یار اور کیا کروں۔۔۔ اس انکشاف پر مجھے حیرانگی سے زیادہ ہنسی آرہی ہے۔۔۔ بائے دا وے تمہاری سٹوڈنٹ تو چالاکی میں تم سے بھی کئی قدم آگے ہے"۔ وہ شرارتی ہوا۔

"فضول مت بولا کرو۔۔۔ اُس کی کلاس تو میں کل کالج میں لیتا ہوں۔۔۔ بڑی ہوشیار بنی پھرتی ہے۔۔۔ ساری ہوشیا ریاں نکال کہ رکھ دوں گا۔۔۔ پاگل بنا رہی ہے ہمیں۔۔۔"

"باہا باہا بڑی جلدی ٹیچر والے روپ میں آگئے ہو۔۔۔"

"ویسے حسن نا جانے کیوں مجھے لگتا کہ تمہیں زرنش سے محبت ہو گئی ہے۔۔۔ سہی کہہ رہا ہوں نہ میں۔۔۔" نبیل نے آنکھ دباتے ہوئے کہا تو وہ اُس کو گھورنے لگے۔

"بکواس مت کرو۔۔۔" وہ اُسے گھور کر بولے۔ "اور تمہارا اگر مجھے ڈنر کروانے کا ارادہ ہے تو چلو ورنہ میں گھر جا کر ہی کر لوں گا کیونکہ ساڑھے سات ہو رہے ہیں۔۔۔"

"سوری یار دماغ سے نکل گیا چلو چلتے ہیں"۔ وہ سر پہ ہاتھ مارتے ہوئے بولا۔

"چلیے۔۔۔" حسن نے گھورتے ہوئے کہا تو وہ کی چپیں اٹھا کر باہر نکل گئے۔

!.....!

سر حسن ڈانز پہ کھڑے لیکچر دے رہے تھے۔ تمام گریڈز بڑے دیہان سے اُن کا لیکچر سن رہی تھیں۔ جبکہ زرنش کا دیہان صرف اُن کے چہرے پر تھا۔ اُن کی ایک ایک حرکت پر تھا۔ وہ اُن کی ہر چیز کو حفظ کر رہی تھی۔ وہ کیا بول رہے تھے اُسے نہیں معلوم تھا وہ کیسے بول رہے تھے وہ بس یہ دیکھ رہی تھی۔ آج وہ ڈراک ریڈ شرٹ کے ساتھ بلیو جینز پہنے ہوئے تھے۔ شرٹ کے بازو کہنیوں سے زرا نیچے تک فولڈ تھے۔ بلیک سٹریپ والی ریسٹ وائچ جس کا سلور ڈائل تھا اُن کی کلائی میں جگمگا رہی تھی۔ وہ کئی بار اُس کی طرف دیکھ چکے تھے۔ اور اِس سے زرنش کو اندازہ ہو چکا تھا کہ اُن کی آنکھوں کا رنگ گولڈن براؤن تھا۔ چہرے پر ہلکی ہلکی داڑھی تھی جو اُن کی شخصیت کو سوبر اور ڈیسنٹ بنا رہی تھی۔ اُن کے بال گھنے بلیک اور سلکی تھے۔ وہ تیس کے ہونے کے باوجود بھی تیس کے نہیں لگتے تھے۔

"سنو۔۔۔۔۔" اُس نے لیکچر نوٹ کرنے میں مگن حجاب کو پکارا۔ آواز اتنی مدہم تھی کہ بمشکل حجاب کو سنائی دی۔

"ہاں بولو۔۔۔" حجاب مے نمبریکل نوٹ کرتے ہوئے اُس سے سرسری سا پوچھا۔









"ارے یار ہم سٹوڈنٹس کی توروز ہوتی ہے۔۔۔ اور تم نے وہ بات نہیں سنی کیا کہ سٹوڈنٹس کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"گوٹو ہیل۔۔۔ تم سے تو بات کرنا ہی بیکار ہے۔۔۔ تمہاری تو میں شکایت لگاؤں گی آج گھر جا کر۔۔۔ کمینہ نہ ہو تو۔۔۔" حجاب نے غصے سے کہا اور وہاں سے چلی گئی۔  
زر نش کو اس بات کی مطلق پروا نہیں تھی۔

"ہائے اللہ جی سر حسن کتنے پیٹڈ سم ہیں۔۔۔ کاش میری بھی کسی ایسے پیٹڈ سم سے بندے سے شادی ہو جائے۔۔۔" اُس نے دل ہی دل میں کہا اور پلر سے ٹیک لگالی۔  
!.....!

"مے آئی کم ان سر۔۔۔" زرنش نے تھوڑا سا دروازہ کھولتے ہوئے اجازت طلب کی۔  
"لیس کم ان۔۔۔" اندر سے جواب آیا تو وہ دروازہ دھکیلتی اندر داخل ہو گئی۔  
سر حسن چیئر پر بیٹھے کسی سے فون پر مصروف تھے۔ انہوں نے زرنش کو بیٹھنے کے لیے اشارہ کیا۔ وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔ کچھ دیر میں ہی وہ فری ہو کر اُس کی متوجہ ہوئے۔  
"جی تو مس زرنش آفندی کیا آپ بتانا چاہیں گی کہ آپ کلاس میں اتنا نان سیریس ایٹی ٹیوڈ کیوں شو کرتی ہیں؟" وہ دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے میں پیوست کرتے ہوئے بولے۔  
دونوں کہنیاں میز پر ٹکالیں۔



"کیا ہوا سر۔۔۔؟" وہ معصومیت سے گویا ہوئی۔

"بی سیریس مس آفندی۔۔۔" اُن ک چہرہ تن گیا۔ "آپ نے سٹڈی کو تماشہ بنا کر رکھا ہے کیا ہر وقت مزاق کے موڈ میں ہوتی ہیں۔۔۔ اگر آپ کو نہیں پڑھنا تو کالج مت آیا کریں مگر میں اس طرح کا ایٹی ٹیوڈ وہ بھی میری کلاس میں کبھی برداشت نہیں کروں گا۔۔۔" "سر وہ میں۔۔۔" وہ آگے بولنے ہی والے تھے جب وہ بیچ میں بول پڑی۔ مگر انہوں نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روک دیا اور بولے۔

"پہلی بات ابھی میری بات ختم نہیں ہوئی۔۔۔ اور دوسری بات آج تک کسی نے میری بات نہیں کاٹی۔۔۔ آپ کی بدتمیزی میں آج دیکھ چکا ہوں۔۔۔ کل بھی میں نے برداشت کیا تھا اور ایسا پہلی بار ہوا ہے مگر آج تو حد ہی کر دی آپ نے۔۔۔ ٹیچرز کو تو آپ کسی کھاتے میں لاتی نہیں ہیں۔۔۔ اور کلاس روم کے رولز کو آپ نے ویسے ہی مزاق بنا کر رکھا ہوا۔" وہ بول رہے تھے اور زرنش سر جھکا کر سن رہی تھی۔

"میں آفندی میں آپ سے مخاطب ہوں۔۔۔"

"سر آئندہ نہیں کروں گی۔۔۔" وہ کافی دیر بعد بولی۔

"ہنہہ کیا گارنٹی ہے اس بات کی کہ آپ آئندہ نہیں کریں گی۔۔۔" انہوں نے پوچھا تو زرنش سر اٹھا کر اُن کی طرف دیکھنے لگی۔



"بہت ہی تھرڈ کلاس حرکت کی ہے اپنے۔۔۔ مگر آپ جیسی لڑکی سے مجھے امید بھی ایسی ہی تھی۔ میں جانتا تھا کہ آپ ایسی ہی کوئی گھٹیا حرکت کریں گے۔۔۔ اپنی ویز آپ کو میں پہلی اور آخری وار ننگ دے رہا ہوں آئندہ اس طرح کی حرکت مت کیجیے گا ورنہ انجام کی ذمہ دار آپ خود ہو گئی۔" انہوں نے انگلی اٹھا کر اُسے وار ننگ دی۔

"جی سر۔۔۔۔۔" وہ مری مری آواز میں بولی۔

"آپ اب جاسکتی ہیں۔" وہ کہہ کر دوبارہ فون کی طرف متوجہ ہو گئے۔ زرنش اٹھ کر باہر آگئی۔

"اللہ جی پلیز میری پہلے والی دعامت قبول کیجیے گا۔۔۔ میری ایسے لڑکے سے بالکل شادی مت ہو۔۔۔۔۔ جو بات کر کے ہی میری جان نکال دے۔۔۔۔۔ جس کو دیکھتے ہی میرا آدھا خون خشک ہو جائے۔۔۔۔۔" وہ چلتے چلتے ایسی فضول سوچیں سوچتی ہوئی کلاس روم میں آگئی۔

!.....!

آج فزکس کی ہاف بک کا ٹیسٹ تھا۔ جو کہ کلاس روم کی بجائے کالج کے ایگزامینشن ہال میں ہو رہا تھا۔

ایگزیمینشن ہال میں مکمل سکوت چھایا ہوا تھا۔ اگر سوئی بھی گرتی تو اُس کی بھی شاید آواز آتی۔ تین چار ٹیچرز ادھر سے ادھر گھوم رہے تھے۔ عمر کے لحاظ سے وہ سب ہی چالیس سے اوپر تھے۔ پیپر تقسیم ہو چکا تھا۔ ساری لڑکیاں اپنے اپنے پیپر پر جھکی ہوئی تھیں۔ جن کو آتا تھا وہ تو دھڑا دھڑا صفحات نیلے کرنے میں مصروف تھیں۔ اور جن لڑکیوں کو نہیں آتا تھا وہ بھی فی الوقت اپنے پیپر پر ہی نظریں مرکوز کیے ہوئے تھیں۔ دیوار کے ساتھ والی فرسٹ رو میں آٹھویں نمبر پر بیٹھی حجاب نے کوئی چوتھی بار اپنے آگے بیٹھی زرنش کو پکارا تھا مگر وہ تھی کہ اُس کی بات ہی نہیں سن رہی تھی۔ حجاب کو غصہ آگیا اُس نے ایک زوردار چٹکی زرنش کو کاٹی تو وہ بلبلا اُٹھی۔ فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں۔۔۔۔؟" اُس نے کھا جانی والی نظروں سے حجاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے بھی پیپر دکھاؤ۔۔۔۔" وہ مظلوم سی شکل بناتے ہوئے بولی تو زرنش کا دل چاہا کوئی چیز اٹھا کہ اُس کے سر میں دے مارے۔

"کہا تھا نہ کل کہ پڑھ لو۔۔۔۔ مگر تم نے میری بات نہیں مانی اب بیٹھی رہو ایسے ہی۔۔۔۔"

زرنش نے صاف انکار کر دیا اور دوبارہ لکھنے لگی۔



"سروہ میں۔۔۔۔۔" اُس کے پاس صفائی دینے کے لیے الفاظ ختم ہو گئے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بولتی۔

"آپ تشریف لے جائیں پلیز۔۔۔۔۔ آپ کا پیپر ہو چکا ہے۔۔۔۔۔" اُنہوں نے باہر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ ساری لڑکیاں اُس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ ہال میں سناٹا چھایا ہوا تھا۔ فلک کھڑی ہو گئی۔ تمام نگران ٹیچرز بھی خاموشی سے یہ کاروائی دیکھ رہے تھے۔

"میرا پیپر واپس کر دیں پلیز میں اب نہیں بولوں گی۔۔۔۔۔" اُس نے چہرے پہ آئیے پسینے کو ہاتھ کی مدد سے صاف کرتے ہوئے کہا تو وہ بھڑک اُٹھے۔

"آپ کو سمجھ نہیں آیا میں نے کیا کہا ہے۔۔۔۔۔ لیو دی ہال پلیز۔۔۔۔۔" وہ کہہ کر جانے لگے تو زرنش کا رنگ اڑ گیا۔

"آپ میرا پیپر واپس کریں میں نہیں جاؤں گی۔" اُس نے بدتمیزی سے کہا تو وہ رک گئے اُن کی نظریں فلک کو اپنے اندر چھبستی ہوئی محسوس ہوئیں۔

"آپ میرا ٹائم ویسٹ کر رہی ہیں زرنش۔۔۔۔۔ پیپر آپ کو کسی صورت واپس نہیں ملنے والا۔۔۔۔۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ باہر چلی جائیں۔" اُن کی زبان کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی شعلے اُگل رہی تھیں۔ زرنش کا پارہ ہائی ہو گیا۔

"آپ کون ہوتے ہیں میرا پیپر لینے والے واپس دیں مجھے"۔ اُس نے آگے بڑھ کر پیپر کھینچنا چاہا تو وہ ہاتھ پرے لے گئے۔ اُن کی برداشت جواب دے گئی۔ اتنی بد تمیزی وہ بھی سب کے سامنے اُن کا خون کھول اُٹھا۔

"گیٹ آؤٹ رائیٹ ناؤ۔۔۔۔۔" وہ زور سے چلائے۔

"میں اپنے پایا کو بتاؤں گی جا کر۔۔۔۔۔" اُس نے دھمکی دی۔

"شوق سے بتائیے گا۔۔۔۔۔" اُن پر دھمکی کا زرا برابر بھی اثر نہیں ہوا تھا۔

"آپ شاید میرے پایا کو جانتے نہیں ہیں۔۔۔۔۔" زرنش نے اُن کو ڈرانا چاہا۔

"تمہارے پایا پر ائم منسٹر ہیں یا پریزڈینٹ۔۔۔۔۔ آئی ڈونٹ کیئر۔۔۔۔۔ آئی ول ناٹ ریٹرن یور پیپر۔۔۔۔۔ یو مے گوناؤ۔۔۔۔۔" اُنہوں نے اُس کا پیپر ایک نگران ٹیچر کو پکڑا دیا۔ زرنش نے صدمے سے اپنے سے دور جاتے پیپر کو دیکھا۔

"آپ بہت پچھتائیں گے اپنی اس حرکت پر۔۔۔۔۔" وہ اُنہیں انگلی اٹھا کر وارن کرتی ہال سے باہر نکل گئی تو وہ غصے سے ٹیبل کی طرف بڑھے جہاں اُس کا پیپر پڑھا ہوا تھا۔ اُنہوں نے پھاڑ کر اُس کے کئی ٹکڑے کر ڈالے اور ڈسٹ بین میں ڈال دیا۔ حجاب ہنر دق بیٹھی رہ گئی۔ لڑکیاں ایک بار پھر اپنے پیپر کی طرف متوجہ ہو چکی تھیں۔

\*\*\*\*\*



وہ ایک وادی کا منظر تھا۔ ہر طرف اونچے اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔ پہاڑوں کے درمیان وہ کوئی بہت خوبصورت جھیل تھی۔ جس میں سفید رنگ کی بطخیں تیر رہی تھیں۔ اُن کا رنگ اس قدر سفید تھا کہ وہ بالکل روئی کی طرح لگ رہی تھیں۔ آسمان پر چھوٹی چھوٹی بدلیوں کے ٹکڑے آپس میں اٹھکیاں کر رہے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ موسم بہت خوشگوار تھا۔ وہ دونوں ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ زرنش نے اپنے ساتھ بیٹھے شخص کو دیکھا وہ سر حسن تھے۔ جنہوں نے سفید رنگ کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی بالکل ویسی ہی جیسی اُنہوں نے اُس دن پہنی ہوئی تھی جب زرنش نے اُن کو پہلی بار دیکھا تھا۔ خود زرنش بھی سفید فراک پہنے ہوئی تھی۔ جو اُس کے پیروں کو چھو رہی تھی۔ وہ دونوں بالکل خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔ زرنش کو اُن کی چپ بہت پریشان کر رہی تھی۔ تبھی اُس نے دھیرے سے اُن کو پکارا۔

"آپ ناراض ہیں مجھ سے۔۔۔۔۔" وہ اُن کی طرف دیکھنے لگی مگر وہ اُس کی طرف متوجہ نہیں تھے۔ اُن کا دیہان تو اُن بطخوں کی طرف تھا جو جھیل کے پانی میں بڑے مزے سے تیر رہی تھیں۔ وہ بڑے غور سے اُن کو دیکھ رہے تھے۔

"آپ کو بطخیں بہت اچھی لگتی ہیں کیا؟" اُنہیں خاموش پا کر وہ دوبارہ استفسار کرنے لگی۔

"ہاں مجھے بہت پسند ہیں۔"





تجھی اُسے تین بھیڑیے اپنی طرف آتے دکھائی دیے۔ زرنش کارنگ فق ہوا۔ اُس نے مدد کے لیے کسی کو پکارنا چاہا مگر آواز گلے میں پھنس گئی۔ وہ بھیڑیے ہر گزرتے لمبے کے ساتھ قریب آرہے تھے۔ زرنش کی جان نکلنے لگی۔ وہ بھاگنا چاہتی تھی۔ چلانا چاہتی تھی۔ مگر نہ تو وہ بھاگ سکتی تھی نہ چلا سکتی تھی۔ بے بسی کی انتہا تھی۔ موت ہر لمحہ قریب آرہی تھی۔ پھر اُس نے سر حسن کو دیکھا وہ کچھ دور کھڑے یہ سارا تماشا دیکھ رہے تھے۔ زرنش حیران ہوئی ابھی کچھ دیر پہلے تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ اُس نے مدد کے لیے اُن کو پکارا۔

"سر پلیز مجھے بچالیں۔۔۔۔" وہ چیخ کر بولی مگر وہ اپنی جگہ سے ہلے بھی نہ۔

"سر یہ مجھے مار دیں گے پلیز مجھے بچالیں۔۔۔۔" وہ اُن کی منت کرنے لگی مگر وہ بے حس بنے کھڑے رہے۔

"سر مجھے بچائیں۔۔۔۔" زرنش رونے لگی۔

"میں تم سے بہت نفرت کرتا ہوں زرنش اِس لیے میں تمہیں کیسے بچا سکتا ہوں۔۔۔ تم مر جاؤ۔۔۔ تمہارا مرنا ہی بہتر ہے۔۔۔ تمہارے مرنے سے مجھے سکون مل جائے گا۔" وہ سفاکیت سے کہتے ہوئے وہاں سے اچانک غائب ہو گئے۔



بے چین ہے۔ وہ ایسی سٹوڈنٹ بالکل نہیں تھی۔ وہ تو سب ٹیچرز کی لاڈلی ہوا کرتی تھی مگر سر حسن اُس کے بارے میں کتنا غلط سوچتے تھے۔ زرنش کے بارے میں اُن پر کتنا غلط امپریشن پڑھا تھا۔

"کیا مجھے سر سے سوری بولنا چاہیے۔۔۔۔۔" اُس نے دل میں سوچا۔

کالج میں اُن کے دن ہی کتنے رہ گئے تھے۔ ایک دوویک کے بعد اُسکے ایگزامز شروع ہونے والے تھے اور پھر ناجانے وہ کہاں ہوگی اور سر کہاں ہونگے۔ ہو سکتا ہے وہ کبھی سر سے مل ہی نہ پائے۔

لیکن وہ ان سب کے بارے میں اتنا کیوں سوچ رہی تھی۔ آخر سر حسن کی ناراضگی سے اُسے کیوں اتنا فرق پڑتا تھا۔ وہ کیوں چاہتی تھی کہ سر حسن اُس کے بارے میں اپنے خیالات بدل لیں۔

کافی دیر سوچنے کے بعد بھی اس کا جواب نہ ملا تو اُس نے سر جھٹک کر ان سوچوں کو اپنے ذہن سے نکالنے کی کوشش کی۔

پھر کچھ سوچ کر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک کارڈ نکالا اور اُس پر سوری لکھا۔ ارادہ تھا کہ وہ یہ کارڈ صبح سر کے آنے سے پہلے اُن کے آفس میں رکھ آئیے گی۔ اُسے کسی بھی حال میں سر حسن کے سامنے اپنی پوزیشن کلیئر کرنی تھی۔ وہ لائیٹ آف کر کے سونے کے لیے لیٹ گئی

مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ ناجانے کیوں اُسے یقین ہو چلا تھا کہ اُس کا خواب جلد  
یاد دیر سچ ہونے والا تھا۔ اور یہ سوچ ہی لرزادینے والی تھی۔

!.....!

سر حسن صبح آفس میں آئے تو اُن کے ٹیبل پر ایک کارڈ پڑا ہوا تھا۔ اُنہوں نے چمیر پر بیٹھتے  
ہوئے وہ کارڈ کھول کر دیکھا۔

اُس کارڈ پہ ریڈ مارکر سے بڑا سا سوری لکھا ہوا تھا۔ نیچے ایک سیڈ سا سائنگ فیس بنایا گیا تھا۔  
کاڈ کے دوسری طرف ایک نظم لکھی ہوئی تھی۔ وہ زیرِ لب پڑھنے لگے۔

کبھی یہ سوچا تم نے

کہ تمہارے دل گرفتہ

تمہیں کتنا چاہتے ہیں

تمہیں زندگی سے بڑھ کر

جو عزیز ہم نے سمجھا

سو کوئی تو سبب ہو گا

کبھی سوچا تم نے

سرِ شام منتظر تھے



کہیں نیلی اُجالے  
کہیں تتلیاں لبوں پر  
کہیں پھول جیسے عارض  
کہیں قمقوں سی آنکھیں  
یہ جو چارہ گر ہمارے  
کوئی ساعت رفاقت  
سرِ شام مانگتے ہیں  
انہیں کیا خبر کہ ہم نے  
تمہیں سوئپ دی ہیں یہ راتیں  
تمہیں دان کی ہیں آنکھیں  
کبھی تم نے یہ بھی سوچا کہ  
تمہارے دل گرفتہ  
پس دام دور اکیلے  
کبھی شمع سوختہ سے  
یہ جو کر رہے ہیں باتیں









"بکواس مت کرو تمہاری وجہ سے ہی ہوا تھا جو بھی ہوا تھا۔۔۔ اور ایک بات آج کے بعد میں کبھی تمہیں پیپر میں کچھ بتاؤں گی یہ تو تم بھول ہی جاؤ نہ۔۔۔۔۔"

"تم سے مجھے امید بھی ایسی ہی ہے" - حجاب نے اُسکو گھورتے ہوئے کہا۔

سر حسن نے ایک نظر اُن کی طرف دیکھا۔ وہ دونوں باتیں کر رہی تھیں اور وہ جان گئے تھے۔ مگر ایک بات تو اُنہوں نے سمجھ لی تھی کہ وہ لڑکی بہت ڈھیٹ تھی۔ اُس نے کسی حال میں نہیں سدھرنا تھا۔ وہ اُس پر دل ہی دل میں دو حرف بھیج کر دوبارہ اپنے لیکچر کی طرف متوجہ ہو گئے۔

لیکچر ختم ہوا تو انہوں نے سٹوڈنٹ کو ایک نظر دیکھنے کے لیے کہا تا کہ کسی کو اگر کوئی مسئلہ تھا تو وہ پوچھ لے۔ تمام سٹوڈنٹس لیکچر پڑھنے لگ گئے۔ وہ ٹہلتے ٹہلتے پیچھے آ گئے۔

"رجسٹر دکھائیں اپنا۔۔۔" انہوں نے لاسٹ سیٹ پہ بیٹھی حجاب کے پاس جا کر آہستگی سے کہا۔ آواز اتنی مدہم تھی کہ بمشکل حجاب کو سنائی دی۔ وہ فوراً کھڑی ہو گئی اور اپنا رجسٹر اُن کو تھما دیا۔ سر حسن نے کھول کہ دیکھا۔ اُن کے لیکچر کے سارے پوائنٹ نوٹ کیے ہوئے تھے۔ انہوں نے سر جھکائے کھڑی حجاب کو رجسٹر تھما دیا اور بولے۔

"سٹ ڈاؤن۔۔۔۔"



"زنش بریک ٹائم میں مجھ سے ملنا۔۔۔ مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ اُس کار جسٹر اُسے تھما کر آہستگی سے کہہ کر آگے بڑھ گئے۔ اُن کے انداز میں غصہ نہیں تھا بس سنجیدگی تھی۔ زنش اور حجاب نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا۔

وہ کمپیوٹر پر کچھ کام کر رہے تھے۔ جب زنش دروازہ کھول کر اندر آئی۔ اُنہوں نے کھلنے کی آواز پر سر اٹھا کر دیکھا اور پھر سامنے زنش کو پا کر کمپیوٹر شٹ ڈاؤن کر دیا۔ زنش دھیمے دھیمے قدم اٹھاتی اُن کے سامنے آن کھڑی ہوئی۔

وہ دونوں کہنیاں ٹیبل پہ ٹکائے سنجیدگی سے اُسے دیکھنے لگے۔ زنش کنفیوز ہو گئی۔

"سر کبھی ہنستے بھی ہوں گے یا ہمیشہ ایسے ہی سڑے رہتے ہیں۔" زنش دل میں سوچنے لگی۔ "مس زنش مینر زنام کی بھی کوئی چیز ہوتی ہے مگر آپ کا تو شاید اُس چیز سے دور دور تک کوئی واسطہ نہیں ہے۔۔۔ اور سب سے بڑی بات کہ آپ کو کہنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔۔۔ آپ کو کچھ سمجھانے یا کہنے سے بہتر ہے بندہ کسی پتھر سے سر پھوڑ لے۔۔۔۔"

اُنہوں نے افسوس سے کہا تو زنش شرمندہ ہو گئی۔ وہ بنا اجازت ہی اندر آ گئی تھی۔

"سوری سر مجھے دیہان نہیں رہا۔۔۔۔" اُس کو حقیقتاً بہت افسوس ہوا۔ وہ منہ اٹھائے بنا اجازت ہی اندر تشریف لے آئی تھی۔











آفندی ہاوس کے دوپورشن تھے۔ ایک پورشن میں نوید آفندی اپنی فیملی کے ساتھ رہتے تھے اور دوسرے پورشن میں عبید آفندی رہتے تھے۔ نوید آفندی کے چار بچے تھے۔ سب سے بڑی بیٹی نایاب نوید جو کہ شادی شدہ تھی۔ اُس کے بعد زاویار آفندی تھا جو میڈیکل کے فائنل ایئر میں تھا۔ اُس کے بعد حجاب کا نمبر آتا تھا جو بی ایس سی کر رہی تھی۔ سب سے چھوٹا حمزہ ایف ایس سی کاسٹوڈنٹ تھا۔ عبید آفندی کی ایک ہی بیٹی تھی زرنش جو کہ حجاب کی ہم عمر تھی۔ دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتی تھیں۔ زرنش اور زاویار کی بات بچپن سے طے تھی۔ وہ دونوں اس رشتے کے بارے میں جانتے تھے۔ زاویار کو زرنش بہت پسند تھی۔ وہ دل ہی دل میں اُسے چاہتا تھا۔ جبکہ زرنش کے دل میں ایسا کوئی جذبہ نہیں تھا۔ وہ زاویار اور اپنے رشتے کو تقریباً بھول ہی چکی تھی۔ اُس کا رجحان سر حسن کی طرف دن بدن بڑھتا جا رہا تھا یہ جانے بغیر کے اس کا کیا انجام ہو گا۔

دونوں گھرانوں میں کافی میل جول تھا۔ بلا جھجک کوئی بھی ایک دوسرے کے ہاں چلا آتا۔ زرنش اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی جب حجاب چلی آئی۔ زرنش نے اُسے دیکھ کر کتابیں سمیٹ دیں اور ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ حجاب اُس سے کچھ فاصلے پر لیٹ گئی۔  
"کتنا پڑھا ہے ابھی۔۔۔؟"۔ اُس نے زرنش کا سیل اٹھا لیا اور گیلری کھول کر پکس دیکھنے لگی۔

"کچھ خاص تو نہیں پڑھا کیونکہ ابھی کچھ دیر پہلے تو لے کہ بیٹھی تھی کتابیں۔۔۔۔۔" وہ ایک لمبی انگڑائی لیتے ہوئے بولی۔ "تم بتاؤ کیا کر رہی تھی۔۔۔ اور کالج سے آکر گم ہی ہو گئی تھی۔"

"نایاب اپنی آئی ہوئی تھیں۔۔۔ بس اُن کے لیے کھانا وغیرہ بنایا تو ٹائم ہی نہیں ملا۔" اُس نے سیل فون واپس رکھتے ہوئے کہا۔ سیل فون میں سب کچھ پرانا تھا اس لیے وہ جلد ہی اکتا گئی تھی۔

"کس کے ساتھ آئی تھیں اپنی۔۔۔۔؟" زرنش نے سرسری سا پوچھا۔  
"طلحہ بھائی کے ساتھ آئی تھیں۔۔۔ وہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔۔۔ ابھی کچھ دیر پہلے آکر لے گئے ہیں۔" اُس نے تکیہ اٹھا کر سر کہ نیچے رکھ لیا۔

"زرنش تم نے نیکسٹ ایڈمیش کا کیا سوچا ہے؟" حجاب کو یاد آیا تو پوچھا۔  
"یار مجھے آگے نہیں پڑھنا میں جاب کروں گی۔۔۔" زرنش کا جواب سن کر حجاب کو حیرت ہوئی۔

"بی ایس سی کے بعد تمہیں کونسی نوکری مل جائے گی۔۔۔ اور چاچو نے تمہیں پر میشن دے دی سٹی چھوڑ کر جاب کرنے کی۔۔۔" حجاب اٹھ کر بیٹھ گئی۔ تکیہ اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔





وقت کا پتہ ہی نہ چلا اور کالج کی وین چلی گئی۔ وہ جب باہر آئی تو سارا کالج خالی ہو چکا تھا۔ وہ وہاں سے بس سٹاپ تک پیدل آئی۔ حجاب کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اس لیے وہ چھٹی پر تھی۔ اس وقت اتنی دوپہر میں سنسان بس سٹاپ پر کھڑے ہو کر وہ اُس وقت کو کوس رہی تھی جو اُس نے لائبریری میں بیٹھ کہ گزار دیا۔

اُس کی نظریں بار بار گھڑی کے گرد گھوم رہی تھیں۔ ہر گزرتا لمحہ اُس کی پریشانی میں اضافہ کر رہا تھا۔ تبھی تین لڑکے موٹر سائیکل پر اُس سے کچھ فاصلے پر آرکے۔ زرنش کی جیسے جان ہی نکل گئی۔ حلیے سے وہ تینوں آوارہ ٹائپ ہی لگ رہے تھے۔ اُس نے اپنی چادر ٹھیک کی۔ وہ تینوں اُس کی طرف دیکھتے ہوئے سرگوشیوں میں ناجانے کیا باتیں کر رہے تھے۔

زرنش چلتے ہوئے اُن سے زرا فاصلے پہ آکھ کھڑی ہو گئی۔ دل میں درود پاک کا ورد شدت سے جاری تھا۔ وہ بار بار ہونٹوں پر زبان پھیر رہی تھی۔ اُسے اب سخت افسوس ہو رہا تھا خود پہ کاش وہ بھی چھٹی کر لیتی یا پھر لائبریری سے جلدی نکل آتی۔

وہ لڑکے اُس کی طرف آرہے تھے۔ زرنش کی ٹانگوں سے جیسے جان ختم ہو گئی۔ اُسے لگا وہ کسی بھی لمحے گر سکتی ہے۔

"یا اللہ میری مدد کرنا۔۔۔" اُس نے دل کی گہرائیوں سے دعا مانگی۔

وہ تینوں اب اُس سے کچھ فاصلے پر آن کھڑے ہوئے۔



"زری۔۔۔۔۔" کسی نے اُسے پکارا تو وہ تڑپ کر اُس طرف دیکھنے لگی۔ زاویار حیرت سے کچھ فاصلے پر کھڑا سب دیکھ رہا تھا۔ اُس لڑکے نے زاویار کو دیکھتے ہی اُس کا بازو چھوڑ دیا اور کچھ فاصلے پہ ہو گیا۔

"زاویار بھائی۔۔۔۔۔" وہ دوڑ کے اُس کے پاس گئی۔ زاویار نے اُس کی چادر ٹھیک کی۔ وہ مسلسل رو رہی تھی۔ اس دوران موقع پاتے ہی وہ تینوں رفوچکر ہو گئے۔

"تم یہاں کیا کر رہی تھی؟" وہ غصے سے پوچھنے لگا۔

مگر وہ بس روئے جارہی تھی۔ زاویار کا پارہ مزید ہائی ہو گیا۔ اگر وہ دومنٹ اور نہ آتا تو ناجانے کیا ہو جاتا۔

"زرنش میں تم سے مخاطب ہوں جواب ل مجھے کیا کر رہی تھی تم یہاں۔"

"وہ میں بس کا انتظار کر رہی تھی۔ کالج وین چلی گئی تھی۔" اُس نے روتے ہوئے بتایا۔

"وین کیسے چلی گئی۔۔۔؟ تم کہاں تھی؟" وہ اُس کی بات سن کر بگڑ گیا۔

"لائبریری میں پڑھ رہی تھی۔" وہ اب سوسوں کر رہی تھی۔

"زرنش۔۔۔۔۔"

زاویار نے غصے سے دانت پیسے۔







"کہیں تمہاری شادی کروانے کے چکروں میں تو نہیں ہیں۔۔۔؟"۔۔۔ زرنش نے خدشہ ظاہر کیا۔

"لگ تو مجھے بھی کچھ ایسا ہی رہا۔۔۔ لیکن اللہ کرے کہ ایسا نہ ہو۔۔۔ ابھی تو میری سٹڈی بھی کمپلیٹ نہیں ہوئی۔۔۔"۔۔۔ وہ پریشان ہو گئی۔

"چل ٹینشن نہ لے کچھ نہیں ہوتا اللہ بہتر کریں گے سب۔۔۔"۔۔۔ زرنش نے اُسے تسلی دی۔ وہ فریج میں سے جوس نکال کر گلاسوں میں ڈالنے لگی۔ پھر ایک گلاس حجاب کی طرف بڑھایا اور دوسرا خود پینے لگی۔

"زری سر حسن نے کالج چھوڑ دیا تجھے پتہ۔۔۔"۔۔۔ حجاب کو اچانک یاد آیا تو بتانے لگی۔ زرنش کے ہاتھ سے گلاس چھوٹے چھوٹے بچا۔ اُس نے حیرت سے حجاب کو دیکھا۔

"تجھے کس نے بتائی یہ بات۔۔۔؟"۔۔۔ وہ گلاس شلف پر رکھ کر اُسکی طرف متوجہ ہوئی۔

"فلک سے بات ہوئی تھی رات کو وہ بتا رہی تھی۔۔۔"۔۔۔ سر نیکسٹ ویک لندن جا رہے ہیں کسی کام سے اس لیے چھوڑ دیا اور وہاں سے آکر سر کی شادی ہے پھر۔۔۔ اب وہ نہیں آئیں گے کالج۔۔۔ کل اُن کا لاسٹ ڈے تھا اور کسی کو پتہ ہی نہیں تھا۔۔۔ ویسے سر جیسے خاموشی سے آئے ویسے ہی چلے بھی گئے۔"۔۔۔ حجاب اپنے دیہان اُس کو بتا رہی تھی۔ زرنش کا چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا۔

"ویسے نہ مجھے سر کہ جانے کا بہت دکھ ہے۔۔۔ اتنا اچھا پڑھاتے تھے۔۔۔ اب جوئے ٹیچر ہمیں گے وہ پتہ نہیں کیسے ہونگے۔"

حجاب اُسکی حالت سے بالکل انجان تھی۔ زرنش کو یہ سوچ کر ہی رونا آنے لگا کہ کل اُن کا آخری دن تھا اور اُس کو پتہ بھی نہیں تھا۔

"اچھا تم یہ چاول صاف کرو میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں ایک کام یاد آگیا وہ کر آؤں۔" حجاب نے چاول اُس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور خود کچن سے باہر نکل گئی۔

زرنش نے تو جیسے اُس کی بات سنی ہی نہیں تھی۔ وہ اُس کے جاتے ہی اپنے پورشن میں واپس آگئی۔ کمرے میں آتے ہی اُس کا ضبط جواب دے گیا وہ بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اتنے دنوں تک بے چینی کی وجہ سمجھ میں آگئی تھی۔ اپنے سارے سوالوں کے جواب مل گئے۔

اُسے سر حسن بن جہانگیر سے محبت ہو گئی تھی۔

وہ آج کالج آئی تو ایک عجیب سی وہشت نے اُسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ہر شے اُسے اپنی طرح اداس اور ویران دکھائی دی۔ پہلی کلاس ہی فزکس کی ہوتی تھی۔ زرنش کا کلاس میں جانے کو دل نہیں کر رہا تھا مگر پھر بھی وہ چلی آئی۔ ابھی کلاس میں کوئی نہیں آیا تھا۔ وہ تینوں پہلی دور وچھوڑ کر تیسری میں بیٹھ گئیں۔



تبھی نظر سامنے پڑی اور پھر پلٹنا بھول گئی۔ وہ سر حسن ہی تھے سو فیصد وہی تھے۔ وہ آنکھیں پھاڑے اُن کو دیکھنے لگی۔ خود کو یقین دلانے میں اُسے کئی لمحے لگے کہ وہ واقعی سر تھے۔ اُس کا خواب نہیں تھا۔ بلکہ ایک جیتی جاگتی حقیقت تھی۔ سر حسن نے سب کو بٹھا دیا مگر وہ پھر بھی کھڑی رہی۔ اُس کا دیہان ایک سیکنڈ کے لئے بھی اُن کے چہرے سے نہیں ہٹ پارہا تھا۔ آنکھوں کو جیسے قرار آ گیا تھا۔ وہ اب بک کھول کے کچھ دیکھ رہے تھے۔ زرنش ویسے ہی کھڑی اُن کو یک ٹک دیکھتی رہی۔ اُنہوں نے کتاب بند کر دی اور اٹینڈس لینے کے لیے جو نہی سر اٹھایا تو اُسے یوں پاگلوں کی طرح اپنی طرف دیکھتا پا کر حیران ہوئے۔ ناگواری کی ایک لہر اُن کی پیشانی پر آئی۔

"مس زرنش آپ کو بیٹھنے کے لیے کیا مجھے الگ سے کہنا پڑے گا۔۔۔" اُنہوں نے سنجیدگی سے کہا تو وہ شرمندہ ہو گئی۔ تب احساس ہوا کہ وہ کتنی بڑی بے وقوفی کر چکی تھی۔ ساری کلاس اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔ وہ جلدی سے اپنی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ لب آپ ہی آپ مسکرا اُٹھے۔ سر حسن نے حیرت سے اُسکو دیکھا۔

"سائیکو گرل۔۔۔۔" وہ بڑبڑاتے ہوئے دوبارہ اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"زری تو نے نہ آج بہت فنی بیہویر شو کیا ہے۔۔۔ کیا پاگلوں کی طرح سر کو گھور رہی تھی۔ پہلی بار دیکھا تھا اُنکو کیا۔۔۔" اُس کے بیٹھے ہی حجاب نے سر گوشیانہ انداز میں کہا۔



"یار میں نے بھی پہلے یہی سنا تھا کہ وہ نہیں آئیں گے اب لیکن بعد میں پتہ چلا کہ وہ ہمارے پیپرز کے بعد جائیں گے ابھی نہیں۔۔۔۔۔" فلک کی بات پر حجاب نے اُسے گھورا۔ وہ سب یونہی باتوں میں لگی ہوئی تھیں۔ سر حسن اب لیکچر دے رہے تھے۔ وہ اب اُن کو نوٹس کر کے بھی نظر انداز کر دیتے تھے۔ زرنش چپ چاپ سر جھکائے رجسٹر پہ نظریں جمائے بیٹھی رہی۔ اُس نے ایک بار بھی سر اٹھا کر دوبارہ اُن کی طرف نہیں دیکھا تھا اور یہ بات سر حسن کے لیے کافی حیران کن تھی۔ اور اُس سے بھی زیادہ حیرت کی بات یہ تھی کہ اُس کا یوں سر جھکائے بیٹھے رہنا اُن کو اچھا نہیں لگا تھا۔ وہ پورا پریڈ منتظر ہی رہے کہ وہ اُنکی طرف ایک بار نظریں اٹھا کر دیکھے گی مگر ایسا نہیں ہوا تھا۔ اس چکر میں اُن کی نظروں نے کئی بار اُس کے چہرے کو دیکھا تھا مگر ہر بار مایوسی کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکچر دیتے وقت اُن کا دیہان بار بار اُسی کی طرف جاتا رہا اور ایسے میں کئی بار وہ غلط بول جاتے جس پر پوری کلاس حیران تھی۔ سر کا یوں غائب دماغ ہونا سب کو حیرت میں مبتلا کر گیا تھا۔

!.....!

ہفتے کو فرکس کی کلاس لیب میں ہوتی تھی۔ دو بجے پوری کلاس لیب میں پہنچ گئی۔ سر حسن شاید بڑی تھے اس لیے پندرہ منٹ لیٹ آئے۔













"سر لیکن۔۔۔۔۔" اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی اُنہوں نے فوراً ٹوک دیا۔

"آپ نے سنا نہیں میں نے کیا کہا ہے۔۔۔۔۔ باہر چلی جائیں۔۔۔۔۔ آپ کی ایسی فضول باتوں کو سننے کے لیے میرے پاس بالکل ٹائم نہیں ہے۔۔۔۔۔" وہ اونچی آواز میں بولے تو سب متوجہ ہو گئے۔

"سر آپ ایک بار بس میری بات سن لیں پلیز۔۔۔۔۔" وہ بنا کسی کی پروا کیے بولی۔

"زرنش آپ کو میں بہت دنوں سے نوٹ کر رہا ہوں۔۔۔۔۔ آپ کی ایسی حرکتیں مجھے سب کی نظروں میں مشکوک بنا رہی ہیں۔۔۔۔۔ آپ کو شاید اپنی عزت کی پروا نہیں ہے مگر مجھے بہت ہے میں کسی کو بھی خود پر انگلی اٹھانے کا موقع نہیں دینا چاہتا اس لیے بہتر ہو گا کہ آپ باز آجائیں ورنہ ایسا نہ ہو کہ مجھے کوئی سخت قدم اٹھانا پڑے۔۔۔۔۔" وہ ایک دم کھڑے ہو گئے۔ پوری کلاس حیرت سے منہ کھولے یہ ڈرامہ دیکھ رہی تھی۔

زرنش کو شدید تزلزل محسوس ہوئی۔ اُسکی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ سر حسن کو ایک دم اپنی بات کا احساس ہوا۔ وہ کچھ زیادہ ہی بول گئے تھے۔

زرنش خاموشی سے اپنا بیگ لے کر باہر نکل گئی۔ لیکن اُن کا دل جاتے ہوئے بے چین کر گئی۔



گا۔۔۔۔ پھر منہ چھپاتی پھر ناہر کسی سے۔۔۔۔۔" وہ بولنے پہ آئی تو بولتی چلی گئی۔ زرنش کو افسوس اس بات کا نہیں ہوا تھا کہ وہ یہ سب کہہ رہی تھی بلکہ اس بات کا تھا کہ حجاب یہ سب کہہ رہی تھی۔ وہ تو اُس کی دوست تھی۔ اُس کے بارے میں سب جانتی تھی پھر بھی اُس پر ایسے الزامات لگا رہی تھی۔

"زرنش سر کے ساتھ بات کر کہ وہ بھی کلاس کے سامنے تم نے بہت غلط کیا۔۔۔۔۔ اب یہ بات سب کو پتہ چل جائے گی اور ہو سکتا ہے مینجمنٹ تک بھی پہنچ جائے۔۔۔۔۔ جو کہ پہنچ ہی جائے گا تو سوچو پھر کیا ہو گا۔۔۔۔۔" فلک نے بھی افسوس کیا۔

"اس کو ان سب باتوں کی پروا ہوتی تو یہ سب کرتی کیوں؟" حجاب نے اُس کے زخموں پر مزید نمک چھڑکا۔

زرنش نے دونوں کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سر جھکائے گھاس نوچتی انسو پیتی رہی۔ وہ دونوں کچھ دیر بعد اُٹھ کہ چلی گئیں۔ زرنش نے سر اُٹھایا۔ اُس کا چہرہ انسوؤں سے بھیگا ہوا تھا۔

سر حسن کلاس ختم ہوتے ہی اپنے افس میں آگئے۔ آتے ہی وہ چیئر پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئے۔ وہ اس وقت از حد ڈسٹرب تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ اس وقت کس حال میں ہو گی۔ انہیں اُسکی تکلیف کا اندازہ تھا کیونکہ وہ خود بھی اُس تکلیف سے گزر رہے تھے۔ تبھی



"زرنش۔۔۔۔۔" اُنہوں نے دھیرے سے پکارا۔ زرنش کارواں رواں سماعت بن گیا۔

"میری طرف دیکھو۔۔۔۔۔" وہ پھر بولے۔

وہ کافی دیر انتظار کرتے رہے مگر وہ ویسے ہی بیٹھی رہی۔ اُنہوں نے پھر خود ہی بات شروع کر لی۔

"میں اب کالج نہیں آؤں گا۔۔۔۔۔ کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم میری وجہ سے بار بار ہرٹ ہو۔۔۔۔۔ مجھے یقین ہے جب ہم نہیں ملیں گے تو تم سب کچھ بھول جاؤ گی۔۔۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا ہو جائے گا۔۔۔۔۔" وہ کچھ دیر سانس لینے کو رکے۔

"کبھی کبھی انسان اُس چیز کی تمنا کر لیتا ہے جو ہوتی تو اُس کے پاس ہے مگر اُس کی دسترس میں نہیں ہوتی وہ اُسے حاصل نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔ اور تم نے بھی جس چیز کی تمنا کی ہے وہ تمہیں کبھی نہیں مل سکتی۔۔۔۔۔ تم اُس کے پیچھے جتنا مرضی بھاگ لو وہ تمہاری نہیں ہو سکے گی۔۔۔۔۔" وہ اپنی بات کہہ کہ خاموش ہوئے۔

زرنش نے کسی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

"زرنش پلیز کچھ بولو۔۔۔۔۔" اُنہوں نے جیسے ریکوسٹ کی۔

"کیا بولوں۔۔۔۔۔" اُس کا لہجہ نرم تھا۔

"کچھ بھی۔۔۔۔۔"





گئے تھے۔ زرنش نے بھی کچھ دن بعد کالج جانا بند کر دیا وہ اب گھر میں ہی پڑھتی تھی۔ حجاب کی اور اُس کی بول چال مکمل طور پر بند تھی۔ وہ دونوں ایک دوسرے کو مخاطب نہیں کرتی تھیں بلکہ حجاب اُن کے پورشن میں آتی نہیں تھی۔

پھر اُسکے ایگزامز ہو گئے۔ اُس نے پایا کو صاف صاف کہہ دیا کہ وہ آگے نہیں پڑھے گی بلکہ حجاب کرے گی۔ سب نے بہت سمجھایا مگر اُسکی نہ ہاں میں نہ بدلی۔ عبید آفندی نے اُسے اس شرط پر حجاب کی اجازت دی کہ وہ چھ مہینے حجاب کر لے اُس کے بعد فوراً وہ اُسکی شادی کر دیں گے۔ زرنش نے حامی بھر لی کیونکہ وہ جانتی تھی ایک نہ ایک دن یہ تو لازمی ہونا تھا۔

آج اُس کا انٹرویو تھا۔ اُس نے ایک آفس میں حجاب کے لیے اپلائی کیا تھا تو آج اُنہوں نے اُسے انٹرویو کے لیے بلایا تھا۔ مگر کل رات سے ہی اُس کو بخار ہو گیا تھا۔ ماما کسی طور پر اُسکے جانے کے لئے نہیں مان رہی تھیں مگر وہ پھر بھی ضد کر کے چلی آئی۔

وہ پچھلے دو گھنٹے سے اُس آفس میں بیٹھی انتظار کی جان لیوا گھڑیاں گن رہی تھی۔ بیٹھ بیٹھ کہ کمر بھی اکڑ گئی تھی۔ بخار تو اُس کو پہلے سے ہی تھا مگر اب اور طبیعت خراب ہو رہی تھی۔ اُس کو پورا یقین ہو چلا تھا کہ وہ شام سے پہلے وہاں سے ہل بھی نہیں سکتی تھی۔ کیونکہ ایسے کوئی آثار نظر نہیں آرہے تھے۔ جس کام سے وہ بیماری کے باوجود بھی اتنی دور تک آئی تھی وہ پورا کیے بنا کیسے چلی جاتی۔

کچھ دیر مزید انتظار کے بعد وہ اُٹھی اور ریسپشن کی طرف بڑھ گئی۔

"سنیے۔۔۔۔۔" اُس نے جھجھکتے ہوئے پکارا۔

"جی میم بولیے۔۔۔۔۔" وہ لڑکی اپنے آفیشل لہجے میں بولی۔ کمپیوٹر کی سکرین سے نظریں ہٹا کر اُس کو دیکھا۔

"ابھی کتنی دیر لگے گی۔۔۔۔۔؟" وہ بیمار نہ ہوتی تو شاید مزید انتظار کر لیتی۔

"میم آپ کو بتایا تھا نہ میں نے کہ سر میٹنگ میں ہیں۔۔۔۔۔ اور جب تک میٹنگ ختم نہیں ہو گی سر آپ سے نہیں مل سکتے اور نہ آپ کا انٹرویو لے سکتے ہیں۔۔۔۔۔ آپ پلیز انتظار کریں۔" وہ لڑکی اپنے مخصوص انداز میں بولی تھی مگر زرنش کو اُس میں بیزاری محسوس ہوئی۔

"دیکھیے میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔۔۔ اور شام ہو رہی ہے مجھے گھر بھی جانا ہے۔۔۔۔۔ آپ پلیز اُن سے کہیں کہ میرا انٹرویو لے لیں۔" وہ خود کو اس وقت بہت بے بس محسوس کر رہی تھی۔ زندگی بھی انسان کو کیسے کیسے موڑ پھلا کھڑا کرتی ہے۔ کس کس طریقے سے اُس کو آزماتی ہے۔

"میم میں نے کہا نہ ویٹ کریں سر بزی ہیں ابھی۔۔۔۔۔ اگر آپ کو زیادہ جلدی ہے تو چلی جائیں کل آجائے گا۔۔۔۔۔" اُس لڑکی نے اب کی بار زرا سخت لہجے میں کہا تو زرنش دانت پیس کر رہ گئی۔

"اگر ٹائم نہیں تھا تو بلا یا کیوں تھا پھر آج۔۔۔ اپنے باپ کا نوکر سمجھ رکھا ہے نہ کہ تین گھنٹے سے انتظار کے لیے بٹھایا ہوا۔۔۔ حد ہوتی ہے ویسے۔۔۔" وہ غصے سے کہہ کر واپس اپنی جگہ پر آگئی۔ اُس لڑکی نے کچھ دیر اُس کو گھورا مگر پھر بنا کچھ بولے سر جھٹک کر اپنے کام کی طرف متوجہ ہو گئی۔ شاید اُس کو عادت تھی ایسے لوگوں کو جھیلنے اور اُن کی باتیں سننے کی۔ کافی دیر یو نہی گزر گئی۔ اُسکی حالت مزید خراب ہونے لگی تو وہ پھر اُٹھ کہ اُسکی طرف آئی۔

"دیکھیے پلیز جلدی کریں میری طبیعت بہت خراب ہو رہی ہے۔۔۔ ایسا نہ ہو کہ میں گھر جانے کے قابل بھی نہ رہوں۔" اُس نے جیسے التجا کی۔

"او کے میں سر سے بات کرتی ہوں آپ پریشان نہ ہوں" - اُس لڑکی کو شاید اُس کی حالت پر رحم آگیا تھا -

زر نش نے تشکر آمیز نگاہوں سے اُس کی طرف دیکھا۔ آنکھوں کے گوشے ناجانے کس خیال کے تحت بھیگ گئے۔

وہ لڑکی اب نمبر ملارہی تھی۔ زرنش وہاں سے زراہٹ کہ دیوار کے سہارے کھڑی ہوگئی۔  
اب تو سرچکرا رہا تھا۔ صبح دس بجے کی وہ گھر سے نکلی تھی۔ پورے تین گھنٹے خوار ہونے کے  
بعد وہ یہاں پہنچی تھی اور یہاں آکر بھی وہ دو گھنٹے سے انتظار کر رہی تھی۔











"ویری گڈ آپ تو بہت لائق ہیں ماشاء اللہ سے۔۔۔۔۔ ویسے آپ کو پی اے کی پوسٹ کے لیے بھی ہم سلکیٹ کر سکتے ہیں اگر آپ چاہیں تو۔۔۔۔۔" اُس نے فائل بند کر کے کہنیاں میز پر ٹکا کر ہاتھ تھوڑی کے نیچے رکھتے ہوئے پوچھا۔

"رنلی۔۔۔۔۔" زرنش بے یقینی سے اُسکی طرف دیکھا۔

"یس آف کورس۔۔۔۔۔ آپ کافی کانفیڈینٹ ہیں اور آئی تھنک آپ کو یہ جاب زیادہ سوٹ کرتی ہے"۔ وہ مسکراتے ہوئے بولا۔

"تھینک یو سو مچ۔۔۔۔۔" زرنش کو اپنی قسمت پہ یقین ہی نہ آیا۔

"ویلم۔۔۔۔۔ آپ منڈے سے آفس جوائن کر سکتی ہیں۔۔۔۔۔ ریسپشن سے جوائینگ لیٹر لے لیجیے گا اپنا۔۔۔۔۔" وہ فائل اُسکی طرف بڑھاتے ہوئے بولا۔

زرنش سے خوشی سنبھالی نہیں جا رہی تھی۔ اُس نے فائل تھامی اور کھڑی ہو گئی مگر پھر کچھ یاد آنے پر دوبارہ بیٹھ گئی۔

"اب پرائیویٹ ایم اے کی ضرورت تو نہیں ہے نہ۔۔۔۔۔" زرنش کے پوچھنے پر مقابل کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آ گئی۔

"آپ کی مرضی پہ ڈپنڈ کرتا ہے یہ اب۔۔۔۔۔" وہ اُسکے کھلے ہوئے چہرے کو دیکھتے ہوئے بولا۔



زرنش جی اچھا کہہ کر باہر نکل آئی۔

"انٹر سٹنگ گرل۔۔۔۔" سعد نے اُسکے جاتے ہی زیر لب مسکراتے ہوئے کہا اور کوٹ اور کی چین اٹھا کر خود بھی باہر نکل آیا۔

منڈے کو وہ صبح سات بجے گھر سے نکل آئی

نوبے کے قریب وہ آفس پہنچ گئی۔ صبح صبح تھی اس لیے رش کافی زیادہ تھا۔ لوگ آ جا رہے تھے۔ وہاں کی دنیا اُس کے لیے بالکل نئی اور الگ تھی۔ لڑکیوں کی اتنی بے باکی اُس نے شاید ہی پہلے کبھی دیکھی تھی۔

"سینے مجھے آج آفس جو اُن کرنے کے لیے کہا گیا تھا۔۔۔ جمعرات کو میرا انٹرویو ہوا تھا۔" اُس نے ریسپشن پر جا کر کہا۔ وہاں آج کوئی اور لڑکی تھی۔

"آپ ویٹ کریں میم میں پوچھ کہ بتاتی ہوں۔" اُس نے نرمی سے کہا اور فون کی جانب متوجہ ہو گئی۔ چند لمحوں کی مختصر بات چیت کے بعد اُسے اجازت مل گئی۔

"سرنے آپ کو اندر بلایا ہے آپ چلی جائیں۔۔۔" وہ کہہ کر اپنے کام میں مگن ہو گئی۔

زرنش اوپر آ گئی۔ آج اُسے کسی پر اہم کام سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔ وہ آفس میں اجازت لے کر اندر داخل ہو گئی۔





"نہیں کوئی کنفیوژن نہیں ہے۔۔۔۔۔" - زرنش نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے گڈ۔۔۔ اب آپ جائیں۔"

سعد نے اُسے اجازت دی تو وہ اُس کے آفس سے باہر نکل آئی۔ اُسے اپنا یہ باس اچھا لگا تھا۔  
!.....!

اُسے آفس جوائن کیے تین دو تین ہفتے ہو چکے تھے۔ وہ بہت جلدی وہاں کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔ سب لوگ بہت اچھے اور کوپریٹو تھے۔ زرنش کو ایک دن بھی کسی مشکل کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ سعد بھی بہت کول ٹائپ انسان تھا۔ کبھی کسی بات پر غصہ نہ کرتا۔ سب کے ساتھ اُس کا یہویر بہت فرینڈلی ہوتا تھا۔ زرنش کی اور اُس کی کافی اچھی فرینڈشپ ہو گئی تھی۔ وہ دونوں اکثر لنچ ساتھ کرتے کبھی فری ٹائم میں چائے کافی بھی پی لیتے۔ سعد بہت باتونی تھا۔ وہ زرنش کے سعد ہر چھوٹی سے چھوٹی بات سنیر کرتا۔ آج بھی وہ دونوں کیفے ٹیریا میں بیٹھے کافی پی رہے تھے۔

"زرنش ایک بات تو بتاؤ۔۔۔۔۔" - اُس نے کافی کا مگ ٹیبل پہ رکھتے ہوئے اُسے دیکھا۔

"کیا۔۔۔۔؟" - وہ سوالیہ نظروں سے اُس کو دیکھنے لگی۔

"تم نے سٹڈی کیوں چھوڑ دی۔۔۔۔ آئی مین تمہیں بی ایس سی کے بعد مزید پڑھنا چاہیے تھا کیونکہ تمہارا ایجوکیشنل ریکارڈ بہت زبردست ہے پھر تم سٹڈی چھوڑ کہہ جاؤ کیوں کر رہی ہو۔۔۔۔؟" سعد نے اپنی دونوں کہنیاں ٹیبل پہ ٹکا لیں۔

"مجھے جا ب کرنے کا شوق تھا اس لیے چھوڑ دی۔۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔ سعد کچھ دیر خاموشی سے اُس کو دیکھتا رہا اور پھر بولا۔

"تم سٹڈی کمپلیٹ کر کہ بھی تو جا ب کر سکتی تھی نہ۔۔۔ پھر اتنی جلدی کیا تھی۔" بس میرا مزید پڑھنے کو دل نہیں کرتا تھا اس لیے چھوڑ دیا۔" وہ کافی کے مگ کو دیکھنے لگی۔ "زنش ناجانے کیوں کبھی کبھی مجھے لگتا کہ تم جیسی نظر آنے کی کوشش کرتی ہو ویسی ہو نہیں۔۔۔۔"

"مطلب۔۔۔۔" زنش نے نا سمجھی سے اُس کو دیکھا۔

"مطلب یہ کہ تمہاری آنکھوں میں مجھے ہمیشہ ایک اداسی نظر آتی ہے۔۔۔۔ تم باہر سے جتنی بہادر نظر آنے کی کوشش کرتی ہو اندر سے اتنی ہی کمزور ہو۔۔۔۔ اور اُسی کمزوری کو تم چھپانا چاہتی ہو۔" سعد نے اُسے گہری نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ زنش اُس سے نظریں چرانے لگی۔ کچھ لوگ واقعی اندر تک رسائی رکھتے ہیں۔ انسان کی آنکھوں کو پڑھ کر اُس کے

دل کا حال جان لیتے ہیں۔ ٹھیک ہی تو کہہ رہا تھا وہ کتنی ٹوٹی ہوئی اور کمزور تھی وہ اندر سے۔۔۔ جو نظر آتا تھا وہ تو سب دکھاوا تھا۔

"بتاؤ کیا پریشانی ہے۔۔۔ ایسا کونسا دکھ ہے تمہیں کہ تم اتنی اداس رہتی ہو۔۔۔" سعد کو اُس سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

زرنش سر جھکائے انسو ضبط کرنے کی کوشش میں ہلکان ہونے لگی۔ اب وہ اُس کو کیا بتاتی۔ وہ کیوں اُس کے سامنے کمزور ہو رہی تھی۔ یا شاید کسی نے اتنی ہمدردی پہلی بار جتائی تھی اور اُس کا خود پر کنٹرول ختم ہو رہا تھا۔

"پیار کرتی ہو کسی سے۔۔۔" سعد نے اندازہ لگایا۔

زرنش نے سر اثبات میں ہلا دیا۔ سعد کو یقین نہیں تھا کہ اس کا اندازہ درست ہو گا۔

"کون ہے۔۔۔؟" وہ کچھ دیر خاموش ہونے کے بعد دوبارہ گویا ہوا۔

"میرے فزکس کے سر۔۔۔" زرنش نے بتایا تو سعد کتنے ہی لمحے حیرت میں گر رہا۔

"اب کہاں ہیں۔۔۔؟" وہ خود پر قابو پاتے ہوئے بولا۔

"پتہ نہیں۔۔۔" اُس کی آنکھوں سے انسو نکل کر ٹیبل کی چمکیلی سطح پر گرنے لگے۔ سعد کو دکھ ہوا۔





ہوئے تھے کہ میرے پاس اُن کو تسلی دینے کے لئے الفاظ نہیں تھے۔ اُن کا درد مجھ سے دیکھا نہیں جا رہا تھا۔ اور آج بالکل ویسا ہی درد میں نے آپ کی آنکھوں میں بھی دیکھا ہے۔۔۔۔۔" سعد سنجیدگی سے بول رہا تھا اور زرنش نے اُسے پہلی بار اتنا سنجیدہ دیکھا تھا۔ پہلی بار اُسے احساس ہوا تھا کہ وہ اندر سے کتنا نرم دل تھا۔ وہ اُس کی ساری باتوں کے جواب میں بس خاموش رہی۔

"آپ ویسے روتی ہوئی بلکل اچھی نہیں لگتی سیریل۔۔۔۔۔" سعد کی بات پر وہ مدھم سا مسکرائی۔

"مجھے پتہ ہے۔۔۔۔۔" اُس نے اپنے انصواف کر لیے تو وہ بھی مسکرایا۔

"جب پتہ ہے تو کیوں روتی ہو۔۔۔۔۔"

"میری مرضی۔۔۔۔۔" وہ پھر سے پہلی والی زرنش بن گئی۔

"ہا ہا ہا۔۔۔۔۔" سعد زور سے ہنسا۔

"اب لگ رہی ہو نہ زرنش۔۔۔۔۔" وہ اُسکا موڈ ٹھیک ہوتے دیکھ کر بولا۔ "ویسے تمہارا نام مجھے بہت پسند ہے۔"

"اور مجھے آپکا بلکل پسند نہیں ہے۔۔۔۔۔" زرنش نے چوٹ کی تو وہ مصنوعی خفگی بھرے انداز میں اُسے دیکھنے لگا۔



"اب یہ مت کہہ دینا کہ تمہیں میں بھی پسند نہیں۔۔۔۔۔"

سعد کی بات ہر وہ ہنسی۔

"نہیں کہوں گی۔"

"گڈ گرل۔۔۔۔۔ اچھا بتاؤ اور کافی پیو گی۔۔۔۔۔"

"نہیں بس۔۔۔۔۔ اب مجھے کچھ کام کرنا ہے اس لیے میں چلوں گی۔۔۔۔۔" وہ بیگ اٹھا کر کھڑی ہو گئی۔

"اوکے میں بھی چلتا ہوں۔۔۔۔۔" سعد بھی اٹھ گیا۔

!.....!

دوپہر کا وقت تھا۔ گرمی اپنے زوروں پر تھی۔ یہ جولائی کی ایک تپتی ہوئی دوپہر تھی۔ سنہری تیز دھوپ لان میں چہار سو پھیلی ہوئی تھی۔ شمسہ بیگم لاؤنج میں جائے نماز پر بیٹھی ظہر کی نماز کے بعد تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ زرنش آج گھر پہ تھی۔ اُس کی طبیعت کچھ ناساز تھی تو اُس لیے اُس نے آفس سے چھٹی کی ہوئی تھی۔ اُس نے بیمار ہونے کے باوجود بھی مشین لگا رکھی تھی۔ وہ کنگھالے ہوئے کپڑے ڈالنے چھت پر گئی تو دروازے پر دستک ہوئی۔ شمسہ بیگم نے کچھ دیر اُس کا انتظار کیا مگر جب وہ کافی دیر تک نہ آئی تو انہیں خود ہی اٹھنا پڑا۔ وہ جائے نماز سمیٹ کر دروازے کی طرف بڑھیں۔

دروازہ کھولتے ہی انہیں جیسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ وہ زاویار آفندی تھا۔ ناجانے کتنے مہینوں بعد اُن کے پورشن میں آیا تھا۔ وہ جتنا حیران ہوتیں کم تھا۔

"السلام وعلیکم چھوٹی امی۔۔۔۔۔" اُس نے انہیں دیکھتے ہی سلام کیا۔ وہ اِس وقت مکمل پسینے میں ڈوبا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام کیسے ہو بیٹا۔۔۔" شمسہ بیگم نے اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ زاویار اندر آگیا۔ کیونکہ مزید کھڑے رہنا اُس کے بس کی بات نہ تھی۔ ہمہ وقت اے سی کے نیچے رہنے والے کو یہ پانچ منٹ کی دھوپ بھی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

"میں بالکل ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں"۔ اُس نے ہاتھ کی مدد سے ماتھے پر دھوپ سے بچنے کے لیے چھجا بنالیا۔

"اللہ کا شکر ہے بیٹا۔۔۔ آواز بہت دھوپ ہے باہر۔۔۔" شمسہ بیگم اُسے لیے لاؤنج میں آگئیں۔ اُسے بیٹھنے کو کہا اور پنکھا لگا دیا۔ صد شکر تھا کہ لائٹ تھی۔ ورنہ خواہ مخواہ ہی شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ زاویار نے ٹشو کی مدد سے ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کیا۔

"معاف کرنا بیٹا دروازہ کھولنے میں دیر ہو گئی۔۔۔" انہیں اُسکی حالت دیکھ کر شرمندگی ہوئی۔



"کوئی بات نہیں۔۔۔" - ارتضیٰ نے اُن کی شرمندگی دور کرنی چاہی۔ "ایک گلاس ٹھنڈا پانی ملے گا۔" وہ ناچاہتے ہوئے بھی مانگ بیٹھا۔ پیاس کی شدت سے ہلق میں جیسے کانٹے اُگ رہے تھے۔

"ہاں ہاں کیوں نہیں۔۔۔" - شمسہ بیگم نے کہتے ساتھ ہی زرنش کو آواز دی۔ زاویار کا رواں رواں کان بن گیا۔ کچھ ہی دیر بعد وہ سیڑھیوں سے اُترتی ہوئی دکھائی دی۔ زاویار کے دل کو جیسے قرار سا آگیا۔ یہاں آنے کی محنت وصول ہو گئی تھی۔ وہ اس وقت لان کے سادہ سے پرند سوٹ میں ملبوس تھی۔ آستینیں کہنیوں تک موڑی ہوئی تھیں۔ شلوار کے پانچے گیلے ہو رہے تھے۔ گلے میں بے ترتیبی سے دوپٹہ ڈالا ہوا تھا۔ لمبے سیاہ بالوں کی ڈھیلی سی چوٹیا کر رکھی تھی۔ جس میں آدھے سے زیادہ بال باہر تھے۔ زاویار کو دیکھتے ہی اُس نے فوراً دوپٹہ سر پہ کے لیا۔

"بھائی کو سلام کرو بیٹا۔۔۔" - شمسہ بیگم نے اُسے وہیں کھڑا دیکھ کر آہستگی سے کہا۔ "السلام وعلیکم۔۔۔" - اُس نے آہستہ سی آواز میں سلام کیا۔ زاویار کی نظر ایک سیکنڈ کے لئے بھی اُس کے چہرے سے نہیں ہٹی تھی۔

"وعلیکم السلام۔۔۔" - وہ بھی جواباً مدہم سے لہجے میں بولا تھا۔

وہ ناجانے کتنے دنوں بعد اُسے دیکھ رہا تھا۔ کیونکہ جب سے وہ حجاب سے ناراض ہوئی تھی اُنکی طرف نہیں آتی تھی۔ اور آج وہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر چلا آیا تھا۔

زرنش شمسہ بیگم کے اشارہ کرنے پر کچن میں آگئی۔ اُس نے فریج کھول کر دیکھی۔ کولڈ ڈرنک موجود نہیں تھی۔ اس نے لیموں پانی بنا لیا۔ کچھ دیر بعد ہی وہ لیموں پانی والا جگ اور ساتھ میں ٹرے میں دو گلاس رکھ کر باہر آگئی۔ زاویار شمسہ بیگم سے باتیں کر رہا تھا۔

زرنش نے گلاس میں ڈال کر لیموں پانی اُس کی طرف بڑھایا۔ زاویار نے دھیرے سے تھام لیا۔ اس دوران زاویار کی انگلیاں اُس کی انگلیوں سے مس ہوئیں۔ زرنش کے جسم میں کرنٹ دوڑ گیا۔ اُس نے زاویار کی طرف دیکھا وہ اُسی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ اُسے گلاس تھما کر خود اندر کمرے میں چلی گئی۔ دل ناجانے کیوں زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

زاویار نے ایک سپ لیا تو یوں لگا جیسے منہ میں کڑواہٹ گھل گئی ہو۔ وہ پاگل شاید چینی کی جگہ نمک ڈال لائی تھی۔ شمسہ بیگم اُسے کوئی بات بتا رہی تھیں۔ اُسے گلاس کو دیکھتے پا کر کچھ حیران ہوئیں۔

"کیا ہوا بیٹا۔۔۔"۔۔۔ انہوں نے حیرت سے استفسار کیا۔

"کچھ نہیں۔۔۔"۔۔۔ زاویار نے کہہ کر فوراً گلاس لبوں سے لگا لیا۔ اور پھر وہ واقعی پورا گلاس پی گیا۔ بلکہ ایک گلاس اور پی لیا۔









"اچھا چلو۔۔۔۔۔" حجاب نے جیسے احسان بتایا۔

وہ دونوں ساتھ اندر داخل ہوئے۔

حجاب نے اپنا پسندیدہ فلیور اڈر کیا تو حمزہ کو بھی وہی کھانا پڑا۔

حجاب مینیو کارڈ پہ موجود ایس کریم کے دوسرے فلیور دیکھنے میں مگن ہو گئی۔ حمزہ سیل فون پہ ایے بیج چیک کرنے لگا۔

کچھ دیر بعد آئس کریم آگئی۔ وہ دونوں کھانے لگے۔ تبھی حجاب کی نظر کچھ فاصلے پہ بیٹھی زرنش پر پڑی۔ وہ ششدر رہ گئی۔ وہ زرنش ہی تھی اور اُس کے ساتھ کوئی لڑکا تھا۔ حجاب کو اپنی آنکھوں پر جیسے یقین نہ آیا۔ حمزہ کی اُس طرف پشت تھی لہذا وہ اُسے نہیں دیکھ پایا تھا۔ "اِس لڑکی میں شرم حیانا م کی کوئی چیز نہیں ہے۔۔۔۔۔ پہلے سر حسن کے پیچھے پڑی تھی اب وہ نہیں ملے تو ایک اور پھانس کیا۔۔۔۔۔ تو بہ ہے کتنی گھنی اور میسنی ہے یہ بد تمیز"۔ حجاب نے دل ہی دل میں سوچا۔

"میرے بھائی کا تو اللہ ہی حافظ ہے"۔ اُسے زاویار کی فکر ہوئی۔

اُس نے جلدی جلدی آئس کریم ختم کی۔

"چلو اُٹھو چلتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ اُٹھتے ہوئے حمزہ سے بولی تو وہ حیران ہوا۔

"مجھے تو کھانے دو۔۔۔۔۔" حمزہ نے اُسے اتنی عجلت میں دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا۔







"یہ تو کھاتے وقت ہی پتہ چلے گا۔۔۔ ویسے بس یہ سمج لیں کہ کچھ اسپیشل ہے۔۔۔ اور آپ کو پسند بھی ایسے گا۔۔۔" اُن کی بات پہ بڑے اُنہوں نے مصنوعی سسپنس میں مبتلا ہونے کا تاثر دیا

"ویسے آپ کے ہاتھ میں ٹیسٹ تو ہے۔۔۔" اُنہوں نے تعریف کی۔  
"تو پھر مانتے ہیں نا۔۔۔" وہ سلاد کو دو پلیٹوں میں منتقل کرتے ہوئے شرارت سے گویا ہوئیں۔

"ویسے اس میں تمہارا انہی بی جان کا ہاتھ ہے انہوں نے سب زبردستی سکھایا تھا تمہیں۔۔۔ یاد ہے ناپکین میں جانے سے کیسے جان جاتی تھی تمہاری۔۔۔ اگر وہ زبردستی ناکرتی تو تم آج بالکل نکلی رہ جاتی۔۔۔ اس لیے سارا کریڈٹ ان کو جاتا۔۔۔" عبید آفندی نے اپنی بی جان جو کہ اُن کی ساس تھیں کا نام لیا۔ کیونکہ جب وہ بیاہ کر آئیں تھی انہیں کوئی کام نہیں آتا تھا۔ بی جان نے اُن کو ایک طرح سے زبردستی سب سکھایا تھا۔

"یہ تو ہے۔۔۔ اللہ بی جان کو جنت میں اعلیٰ مقام دے۔۔۔۔۔ بالکل ماں کی طرح خیال رکھتی تھی وہ ہمارا۔۔۔" اُن کے لہجے میں ساس کے لیے احترام تھا۔  
"امین۔۔۔۔" عبید آفندی نے زیر لب کہا۔  
تہجی زرنش آگئی۔

"ہیلو پاپا۔۔۔۔۔" وہ اُن کو دیکھ کر مسکرائی۔

"ہیلو پاپا کی جان۔۔۔۔۔" اُنہوں نے پیار سے بیٹی کو دیکھا۔

زرنش کر سی کھینچ کر بیٹھ گئی۔ شمسہ بیگم نے دونوں کو کھانا سرو کیا۔

"کیسا جارہا ہے آپکا آفس۔۔۔۔۔" وہ کھانا کھانے لگے۔

"اے ون پاپا۔۔۔۔۔"

"بیٹا آپ نے ایڈمیشن کے بارے میں کیا سوچا کس میں لینا ہے۔" وہ مصروف سے انداز میں

کھانا کھا رہی تھی۔ جب پاپا کی آواز پہ چونکی۔ وہ سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہے

تھے۔ زرنش تھوڑی گڑبڑا گئی۔ اس بارے میں اس نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا۔ اس

نے ایک نظر ماما کی جانب دیکھا وہ بھی کھانے سے ہاتھ روکے اس کی طرف متوجہ تھیں۔

"پاپا مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔۔۔ میں جاب ہی کروں گی۔" وہ دھیرے سے بولی۔

"زرنش بیٹا یہ غلط ہے۔۔۔۔۔" اُنہیں ایک بار پھر اُسکا وہی فیصلہ سن کر افسوس ہوا۔

"پاپا میں بہت خوش ہوں۔۔۔۔۔ جاب کا ایکسپیرینس بہت اچھا جارہا ہے۔۔۔۔۔ پلیز آپ مجھے

ابھی کرنے دیں پلیز پاپا۔۔۔۔۔" اُس نے اُن کی منت کی۔

"اوکے جیسے آپکی مرضی۔۔۔۔۔" وہ ایک دفعہ پھر ہار مان گئے۔ اُسے خوش دیکھ کر اُنہیں

کچھ اطمینان ہو گیا۔







"کچھ نہیں۔۔۔۔۔" فلک نے نفی میں سر ہلادیا اور دوبارہ کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی۔  
 "اگر سعد میرے ساتھ چیٹنگ کر رہا ہو انہ تو میں اس کا سر پھاڑ کر رکھ دوں گی۔۔۔۔۔ بد تمیز  
 نہ ہو تو۔۔۔۔۔" اُس نے تصور میں خود کو اُس کا سر پھاڑتے دیکھا۔  
 سعد کہ اور اُس کی فیس بک پہ فرینڈ شپ ہوئی تھی۔

تقریباً تین مہینے پہلے فلک کو اس کی ریکویسٹ اپنی تھی اس نے ایکسپٹ کرنے سے پہلے اس کی  
 اپنی ڈی چیک کی کسی بھی طرح کی فضول پوسٹ اسے نظر نا اپنی تو اس نے ایکسپٹ کر لی  
 ۔۔۔ اب وہ ریل تھا یافیک وہ نہیں جانتی تھی۔۔۔ کچھ دن بعد اس کا میسج آگیا پہلے تو اس نے نظر  
 انداز کر دیا مگر یکے بعد دیگرے میسج پر وہ اسے رہیلانی کرنے پر مجبور ہو گئی۔۔۔ وہ اچھی سلجھی  
 ہوئی گفتگو کرتا تھا اور پڑھا لکھا بھی لگتا تھا۔۔۔ فلک اس سے ہلکی پھلکی بات چیت کرنا شروع  
 ہو گئی تھی وہ ایک دوسرے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے سوائے ایک دوسرے  
 کے نام کے۔۔۔ پھر وہ کرن اپنی کی شادی میں مصروف ہو گئی۔۔۔ اور اس دوران سعد مکمل  
 طور پر اس کے ذہن سے نکل گیا اور وہ جب کافی دنوں بعد آن لائن ہوئی تو حیران رہ گئی  
 اتنے دن کی غیر حاضری پر بے شمار میسجز اس کے منتظر تھے۔۔۔ اور نوٹیفیکیشن کی تو کوئی حد  
 ہی نہیں تھی۔۔۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہاں سے دیکھنا شروع کرے۔۔۔ وہ باری باری  
 میسجز کھول کے پڑھنے لگی۔







!.....!

وہ آفس میں بیٹھی فائلوں کے ساتھ سر کھپا رہی تھی۔ جب کوئی آندھی طوفان کی طرح انرر داخل ہوا۔ زرنش نے گہرا کر آنے والے کو دیکھا۔ وہ سعد تھا جو بڑی عجلت میں آیا تھا۔

"کیا ہوا؟"۔ اُس نے حیرت سے استفسار کیا۔

"زرنش بہت بڑی پرابلم ہو گئی ہے"۔ وہ چہرے سے سخت پریشان لگ رہا تھا۔ زرنش کو بھی تشویش ہوئی۔

"بھائی کل رات واپس آ گئے تھے اور ابھی کچھ دیر پہلے اُن کی کال آئی ہے۔ وہ آفس آرہے ہیں"۔ سعد نے اُسکی ٹیبل پہ جھکتے ہوئے بتایا۔

"تو اُس میں اتنا پریشان ہونے والی کیا بات ہے"۔ زرنش کو اب قدرے حیرت ہوئی۔ بھلا یہ بھی کوئی ٹینشن والی بات بھی تھی۔

"تمہیں یہ جان کر خوشی ہو گی کہ بھائی آکر تمہارا ایک بار پھر سے انٹرویو لیں گے کیونکہ تم اُن کی غیر موجودگی میں آئی ہو۔ اگر تم نے کوئی گڑبڑ کی نہ تو تم تو جاؤ گی ہی جاؤ گی بھائی میرا بھی حشر نشر کر دیں گے کہ کیونکہ تمہیں پی اے کی جاب تو میں نے ہی دی ہے"۔ سعد نے بتایا تو زرنش کا صحیح معنوں میں رنگ فق ہوا۔ وہ تو سر تھام کے بیٹھ گئی۔



"اب کیا ہو گا سعد۔۔۔۔۔"

"کتنی بار کہا کہ آفس میں سر کہا کرو میرا نام مت لیا کرو مگر تم ہو کہ ہمیشہ بھول جاتی ہو۔"  
سعد اُسکے نام لینے پر فوراً اُسے ٹوک گیا۔

"سس سوری آئیندہ خیال رکھوں گی بٹ اب کیا کرنا یہ تو بتاؤ۔" زرنش کو اس نئی مصیبت کا  
سن کر ہی ہول اُٹھ رہے تھے۔

"ہونا کیا ہے بھائی تم سے بات تو ہر حال میں ہی کریں گے ویسے میں بھی اُدھر ہی ہوں گا بٹ  
تمہاری کوئی ہیلپ نہیں کروں گا۔۔۔۔۔ تمہیں خود ہی اُن سے بات کرنی ہوگی۔۔۔ بھائی کو  
غصہ بہت آتا ہے بس تم اس بات کا دیہان رکھنا کہ تمہاری کسی بات پر وہ ناراض نہ ہوں ورنہ  
تم تو گئی۔" سعد نے اُسے صاف صاف بتا دیا تو زرنش اُس کی طوطا چشمی پر حیرت سے اُس کو  
گھورنے لگی۔

"اگر اُن کو میں اچھی نہ لگی تو۔۔۔۔۔؟" زرنش نے تصور میں ہی اپنے اُس نئے باس کا غصیلہ  
چہرہ دیکھا۔

"تو وہ تمہیں جاب سے نکالنے دیں گے۔۔۔۔۔" سعد نے افسردگی سے کہا تو وہ تو کانپ ہی  
گئی۔ جانب سے نکلنے کا مطلب تھا کہ دوبارہ سے پڑھائی کرنا جو کہ اُسے کسی صورت منظور  
نہیں تھا۔

"سعد مم میرا مطلب ہے سر پلیز کچھ کریں۔۔ مجھے ہر حال میں یہ جاب کرنی ہے۔" وہ منت بھرے لہجے میں بولی تو وہ سوچ میں پڑ گیا۔ پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد بولا۔

"تم بس اُن کے سامنے کانفیڈینٹ رہنا۔۔۔ جتنی بات پوچھیں گے اتنی کا ہی جواب دینا۔۔۔ اور پلیز ویسے جواب مت دینا جیسے مجھے دیے تھے۔۔۔۔ اپنے ایٹی ٹیوڈ کو زرا قابو میں رکھنا تو شاید تم بچ جاؤ گی۔"

"تو پھر وہ مجھے نکالیں گے تو نہیں۔۔۔۔" اُس نے سعد کی ساری باتیں اپنے دل و دماغ میں اتار لیں۔

"شاید وہ پھر ایسا نہ کریں اور تمہارا کام تو ویسے اچھا ہی ہے اُسکی طرف سے میں تھوڑا مطمئن ہوں۔۔۔۔ بس اپنا ایٹی ٹیوڈ سنبھال لینا پلیز۔۔۔۔" سعد نے اُس کے سامنے ہاتھ جوڑے۔

"اچھا ٹھیک ہے میں کوئی فضول بات نہیں کروں گی۔۔۔۔۔"

"دیس گریٹ۔۔۔۔ اب یہ بتاؤ کہ کل جو میں نے تمہیں کام دیا تھا وہ ہو گیا کہ نہیں۔۔۔؟"

سعد نے اچانک یاد آنے پر پوچھا۔























صرف خود سے محبت کرتے تھے۔ اپنا آنا اور اپنا غصہ عزیز تھا اُن کو۔۔۔ باقی اُن کے لیے کوئی چیز اہمیت نہیں رکھتی تھی اور زرنش کی تو اُن کی نظروں میں کوئی اوقات ہی نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے انسو پیتی اندر پلٹ آئی۔ سعد اُس کے انسو دیکھ چکا تھا۔ اُسے دکھ ہوا۔ اُسی کی وجہ سے اُس کی خواہ مخواہ انسلٹ ہو گئی تھی۔

"تم میرے آفس میں آؤ جلدی مجھے تم سے بات کرنی ہے"۔ اُنہوں نے سعد کو کہا اور اپنے آفس میں چلے گئے۔ سعد اُن کی بات سنی ان سنی کرتا زرنش کے پاس آگیا۔ وہ ٹیبل پہ سر رکھے ہچکیاں لے رہی تھی۔ سعد فوراً اُس کے نزدیک گیا۔

"زرنش پلیز رونا بند کر دو۔۔۔ تمہیں بتایا تو تھا میں نے کہ بھائی کو غصہ بہت آتا۔۔۔ اور پھر وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتے"۔ سعد نے ایک چیئر اُسکے نزدیک کھینچی اور اُس پر بیٹھتے ہوئے بولا۔

زرنش نے سر اٹھایا اُس کا چہرہ بھیگا ہوا تھا۔

"سوری میری وجہ سے تمہیں ڈانٹ پڑ گئی"۔

زرنش نے اُسکی کسی بات کا جواب نہ دیا اور روتی رہی۔

"دیکھو پلیز چپ ہو جاؤ۔۔۔ اچھا میں تمہیں گھر چھوڑ آؤں گا آج۔۔۔" سعد نے کہا تو وہ ایک دم سے اُس کو دیکھنے لگی۔



"پر افس کرو۔۔۔۔۔" وہ سب بھول بھال کر، پوچھنے لگی تو وہ ہلکا سا مسکرایا۔

"ایک دم پکا پر افس میں تمہیں ڈراپ کر آؤں گا۔۔۔۔۔ اور پہلے بھی میں یہی کہنے والا تھا مگر تم نے میری بات سننے بغیر مجھے روم سے نکال دیا تھا۔" وہ منہ بنا کر بولا تو زرنش کو افسوس ہوا۔

"اچھا سوری۔۔۔۔۔"

"چلو کوئی بات نہیں تم اب اپنا حلیہ ٹھیک کرو بلکہ جاؤ منہ دھو کہ آؤ۔۔۔۔۔ سارا کا جل پھیل گیا تمہارے چہرے پہ۔۔۔۔۔ بالکل بھوتنی لگ رہی ہو۔" وہ شرارت سے بولا تو زرنش نے اُسکے شانے پہ مکا دے مارا۔

"اچھا میں زرا بھائی کی بات سن آؤں اور میرے آنے تک تم خود کو ٹھیک کرو زرا۔۔۔۔۔ میں آکر ایک پراجیکٹ ڈسکس کروں گا تم سے پھر ہم گھر چلیں گے۔" وہ اُٹھتے ہوئے بولا تو زرنش سر ہلا کر دواش روم چلی گئی۔ سعد اُس کے آفس سے نکل آیا۔

!.....!

وہ دونوں یونیورسٹی کے باہر کھڑی تھیں جب بارش شروع ہو گئی۔ آج وین پھر چلی گئی تھی۔ کچھ ہی دیر میں زاویار حجاب کو لینے آگیا۔ تو حجاب نے فلک کو بھی اپنے ساتھ آنے کا بولا۔ وہ











"لیکن تمہارے بارے میں اس نے مجھے بہت بار بتایا ہے بلکہ آج کل تمہاری باتیں ہی تو کرتا ہے یہ۔۔۔۔۔ زری ایسے زری ویسے زری یہ زری وہ۔۔۔۔۔ بس یہی سب تو آتا اس کو اب۔۔۔۔۔" وہ چباچبا کر بولی تو زرنش کے ساتھ ساتھ سعد نے بھی حیرت سے اُس کو دیکھا۔  
"فلک۔۔۔۔۔" زرنش اُس کے قریب آئی۔ اُس کے کاندھے پر ہاتھ رکھا جسے اُس نے فوراً جھٹک دیا۔

"تم بہت بری ہو زرنش۔۔۔۔۔ ایک انسان کو چھوڑ کر دوسرے سے چکر چلا لیا۔۔۔۔۔ مجھے لگتا تھا حجاب تمہارے بارے میں جو باتیں کہتی ہے وہ سب غلط ہیں مگر آج یقین ہوا کہ تم سچ میں اتنی گری ہوئی لڑکی ہو۔۔۔۔۔ مجھے بہت افسوس ہو رہا کہ تم میری دوست ہو۔" فلک نے آنکھوں میں انسو لیے کہا تو سعد کا دل چاہا اپنا سر کسی دیوار میں دے مارے۔ افسانہ غلط فہمی کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

"فلک تم غلط سوچ رہی ہو ایسا ویسا کچھ نہیں ہے۔" سعد نے اُسکی غلط فہمی دور کرنی چاہی۔ جبکہ زرنش کے لیے یہ بات کسی طماچے سے کم نہیں تھی۔ پہلے حجاب نے اُسے اُس کی اپنی نظروں میں گرایا تھا اور اب فلک بھی۔۔۔۔۔ اُس کا دل چاہا زمین پھٹے اور وہ اُس میں سما جائے یا خود کو انکی نظروں سے اوجھل کر لے۔ سب کتنا غلط سمجھتے اور سوچتے تھے اُس کے بارے



بات پر سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا۔ زرنش بھی رونا بھول کر اُس کو دیکھنے لگی۔ یہ وہ کیا کہہ گیا تھا۔

"فلک مجھے بہت دکھ ہوا آج تمہاری باتیں سن کے۔۔۔ تم نے بہت غلط سمجھا ہے مجھے۔۔۔ آج کے بعد ہمارے درمیان سب کچھ ختم۔۔۔ کیونکہ رشتے وہاں بنتے ہیں جہاں یقین اور اعتماد ہو۔۔۔ شک ہمیشہ رشتے توڑتا ہے۔۔۔ اور ایک بات یاد رکھنا جب تک پوری بات نہ پتہ ہو نہ تو دوسروں پر الزام تراشی نہیں کرتے۔" وہ اپنی بات کہہ کہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔ زرنش اُس کے جاتے ہی اپنے کمرے میں آگئی۔ پیچھے کھڑی فلک اور حجاب دونوں کے سر شرمندگی سے جھکے ہوئے تھے۔ انہیں اپنی سوچ پر اب افسوس ہو رہا تھا۔

!.....!

اندھیرا اچھا چکا تھا۔ ماما پاپا ابھی تک نہیں آئے تھے زرنش کا پریشانی سے برا حال ہو رہا تھا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے۔ تبھی پاپا کی گاڑی کا ہارن سنائی دیا۔ زرنش نے بھاگ کر دروازہ کھولا۔ ماما نے اُسے سلام کیا اور بنا کچھ بولے اندر آ گئیں۔ زرنش کی اُس وقت حالت بہت خراب تھی۔ وہ ماما کے پیچھے ہی اُن کے کمرے میں آگئی۔ کمرے میں آتے ہی انہوں نے چادر اتار کر پھینکی اور بیڈ پہ گر گئی۔ زرنش کو تشویش ہوئی۔











سعد بھاگ کہ اُن کے پاس آیا۔

"بھائی آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟"۔ وہ شاکد کیفیت میں تھا۔ اُسکی آنکھوں کے سامنے زرنش کا چہرہ گھومنے لگا۔ اُسکی خاطر وہ فلک سے لڑائی کر کہ اُسے چھوڑ آیا تھا اور تو اور حسن کی بھی کئی باتیں وہ اگنور کر دیتا خواہ بعد میں اُسکی انسلٹ ہو جاتی۔

"میں نے کچھ نہیں کیا بھائی۔۔۔۔۔ وہ مس ورلڈ خود چھوڑ کے گئی ہے"۔ حسن نے سارا الزام زرنش پہ ڈالتے ہوئے خود کو بری سمجھ لیا۔

"آئی کانٹ بیلو۔۔۔۔۔ وہ ایسا کر ہی نہیں سکتی۔۔۔ میں جانتا ہوں وہ جاب کے لیے کتنی کریزی ہے۔۔۔۔۔ وہ کبھی چھوڑ کر نہیں جاسکتی۔۔۔ ضرور آپ نے ہی کوئی کھیل کھیلا ہو گا"۔ سعد بالکل بے یقین تھا۔ وہ زرنش کو کسی حال میں بھی غلط سمجھنے کو تیار نہیں تھا۔ حسن نے اُس کو گھور کر دیکھا۔

"تمہیں میری بات پہ یقین نہیں ہے اُس لڑکی کی بات پہ یقین ہے۔۔۔۔۔ ویری سیڈ۔"۔  
"وہ لڑکی میری بھابھی ہے اور مجھے اُس پہ پورا یقین ہے"۔ اُسے سخت افسوس ہو رہا تھا۔  
"او شٹ اپ۔۔۔۔۔" حسن نے اُس کے بھابھی کہنے پر اُسکو ایک دھموکا جڑ دیا۔













"ساری غلطی سر کی ہے انہوں نے ہی سب کچھ کیا۔۔۔۔۔" وہ منہ بنا کر بولی تو سعد کو ہنسی آ گئی۔

"تو تم ایک کام کرو سر کو چھوڑو اور مجھ سے شادی کر لو۔۔۔۔۔" وہ شرارت سے بولا۔  
"میں نے منہ توڑ دینا تمہارا۔۔۔۔۔" زرنش کو اُس سے ایسی بکواس کی اُمید نہیں تھی۔  
"منظور ہے۔۔۔۔۔" وہ بولا تو زرنش نے حیرانگی سے سیل فون کو کان سے ہٹا کر گھورا۔  
"تمہارا دماغ تو نہیں چکر اگیا۔۔۔ کیا بولے جا رہے ہو۔"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں زرنش۔۔۔۔۔ تم مجھ سے شادی کر لو میں تمہیں بہت خوش رکھوں گا۔۔۔۔۔ اور دیکھو نہ ہم دونوں کی کیمسٹری بھی کتنی ملتی ہے۔۔۔۔۔ ہماری شادی بہت کامیاب ہوگی۔" اُس نے اپنی ایکٹنگ جاری رکھی تو زرنش کو اب سچ میں فکر ہوئی۔  
"یا اللہ اس کو اچانک سے کیا ہو گیا۔۔۔۔۔" وہ پریشانی سے بڑبڑائی۔

"میں نے تمہاری کیمسٹری فزکس سب نکال دینی ہے انسان بن جاؤ۔۔۔۔۔"

"بھائی سے تو تمہاری کیمسٹری دور فزکس بھی نہیں ملتی پھر بھی تم اُن سے شادی کرنا چاہتی ہو۔۔۔۔۔ جبکہ ہمارا تو سب کچھ ملتا تم انکار کر رہے جا رہی ہو۔۔۔۔۔ یہ تو غلط بات ہے نہ" سعد نے اپنے لہجے کو اس حد تک سنجیدہ بنا رکھا تھا کہ زرنش کو ایک سیکنڈ کے لیے بھی گمان نہیں ہوا تھا کہ وہ مزاق کر رہا تھا۔





"بابا!۔۔۔ بھائی سہی کہتے ہیں یہ زرنش واقعی بہت بیوقوف ہے۔۔۔۔" - سعد قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"اب ان کو میں تنگ کروں گا۔۔۔ بہت بنتے ہیں یہ دونوں۔۔۔۔" - وہ فون چار جنگ پہ لگا کر لائیٹ بند کر کے سونے کے لیے لیٹ گیا۔ مگر کتنی ہی دیر وہ باتیں یاد کر کے مسکراتا رہا۔ ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے تمام افراد خاموش تھے۔ جہانگیر آج کانیز پیپر پڑھنے میں مصروف تھے۔ حسن کا دیہان اپنے سیل فون کی جانب تھا جہاں وقفے وقفے سے نبیل کے مسجز آرہے تھے۔ فاطمہ بیگم بھی خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مگن تھیں۔ دونوں باپ بیٹے کو مصروف دیکھ کر انہوں نے چپ رہنے میں ہی عافیت جانی۔ تبھی سوئڈ بوٹڈ سعد چلا آیا۔ وہ آفس جانے کے لئے بالکل تیار تھا۔

"گڈ مارنگ ماما، گڈ مارنگ پاپا، گڈ مارنگ بھائی۔۔۔۔" - اُس نے عجلت بھرے انداز میں بارہ باری تینوں کو کہا تو سب نے اُس کی طرف دیکھا۔ جہانگیر صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اور دوبارہ اپنی سرگرمی میں مشغول ہو گئے جبکہ حسن نے مسکراتا تو دور کی بات جواب دینا بھی گوارا نہ کیا۔ یہ اُنکی طرف سے ناراضگی کا اعلان تھا۔ ماما نے البتہ اُسکو گھور کر دیکھا تھا۔

"کبھی سلام بھی لے لیا کرو۔۔۔ کیا انگریزوں کی طرح گڈ مارنگ گڈ مارنگ لگایا ہوتا۔۔۔۔" - اُن کو گڈ مارنگ لفظ سے سخت نفرت تھی۔









"ایسا کچھ بھی نہیں ہے ماما یہ بکواس کر رہا۔۔۔ آپ کو مجھ پہ ٹرسٹ نہیں ہے ماما۔۔۔۔۔"۔  
انہوں نے اپنی صفائی دینے کی ایک ناکام کوشش کی۔

"قسم لے لیں ماما ایک بات بھی جھوٹ نہیں ہے۔۔۔۔۔" سعد نے معاملے کو مزید سنگین کیا۔ فاطمہ بیگم کو تو اب جیسے سعد کی بات پر مکمل یقین آ گیا تھا۔

"سعد تم اُس لڑکی کا ایڈریس معلوم کرو ہم آج ہی اُنکی طرف چلیں گے۔۔۔۔۔"۔ انہوں نے حتمی فیصلہ سنایا تو وہ حیران رہ گئے۔ جہانگیر صاحب خاموشی سے تینوں کی باتیں سنتے رہے۔

"مجھے اُس کے گھر کا ایڈریس پتہ ہے ماما۔۔۔ میں ایک دفعہ گیا تھا اُسکو چھوڑنے گھر۔۔۔۔۔"

"ٹھیک ہے پھر تم آج چھٹی کر لو ہم آج ہی جائیں گے۔۔۔۔۔" وہ خوشی سے بولیں۔

"ماما یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں۔۔۔۔۔؟"۔ انہوں نے اُن کو روکنے کی کوشش کی۔

"تم کچھ مت بولو۔۔۔ تمہاری کوئی بات نہیں سنوں گی اب میں۔۔۔۔۔"

انہوں نے ہاتھ اٹھا کہ اُن کو ٹوک دیا تو وہ غصے سے ڈائمنگ ٹیبل سے ہی اُٹھ گئے۔

جاتے جاتے سعد کو کئی گھوریوں سے بھی نوازا جس پر وہ مسلسل دانتوں کی نمائش کرتا رہا۔





"میں سیریس ہوں زرنش ماما سچ میں آرہی ہیں۔"

"میں صاف صاف انکار کر دوں گی یاد رکھنا۔۔۔" اُس نے تنگ آکر کہا۔

"تو مطلب تمہیں بھائی سے شادی نہیں کرنی۔۔۔ یہ تمہارا آخری فیصلہ ہے۔۔۔ ہم اُن کے لئے کوئی اور لڑکی ڈھونڈ لیں۔۔۔" وہ بولا تو زرنش کے ہاتھ سے فون گرتے گرتے بچا۔

"کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ کیا کہا تم نے۔۔۔" اُسے یقین ہی نہ آیا۔

"ڈفر لڑکی میں اور ماما بھائی کے رشتے کے لیے بات کرنے آرہے ہیں۔۔۔ اب بتاؤ کوئی ڈرامہ تو نہیں کرو گی۔" سعد نے اُسے مزید تنگ کرنا مناسب نہ سمجھا اور سچ بتا دیا۔  
"اومانی گاڈ۔۔۔ تم جھوٹ تو نہیں بول رہے۔۔۔" زرنش کی آواز خوشی سے لڑکھڑا رہی تھی۔

"بلکل بھی نہیں۔۔۔" سعد کو اُس کی بات سن کر ہنسی آگئی۔

"لیکن جو کل بکواس کی تھی۔" زرنش کو کل کی باتیں یاد آئیں تو فوراً سنجیدہ ہوئی۔

"وہ سب مزاق تھا یا رہلا میں ایسا سوچ بھی کیسے سکتا ہوں۔۔۔ میں جانتا ہوں تم اور بھائی ایک دوسرے سے پیار کرتے ہو پھر میں تم لوگوں کے بیچ کیسے آسکتا ہوں۔۔۔ بلکہ میں تو۔۔۔" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ بات ادھوری چھوڑ دی مگر زرنش سمجھ گئی۔







"او کے ٹیک کئیر۔۔۔۔۔" زرنش نے کال اینڈ کر دی۔

اُس کی آنکھوں میں سِنے جگمگانے لگے۔ وہ اسے مل جائیں گے یہ احساس ہی بہت خوبصورت تھا۔

محبت واقعی ایک خوبصورت جذبہ ہے۔ اگر مل جائے تو انسان کو لگتا اُس نے دنیا فتح کر لی ہے لیکن اگر نہ ملے تو لگتا کہ جیسے انسان دنیا تو دنیا اپنا آپ بھی کھودیتا۔  
کچھ دور کھڑے زاویار سے اپنے پیروں پہ کھڑے رہنا مشکل ہو گیا۔ وہ واقعی ہار گیا تھا۔ اپنے آپ کو اُس نے آج کھودیا تھا۔

ایک آنکھوں میں محبت ملنے کے سِنے تھے اور دوسرے کی آنکھوں میں محبت کھودینے پر ٹوٹے سِنوں کی کرچیاں تھیں۔ ایک طرف کھڑی محبت اپنی فتح کا جشن منا رہی تھی اور دوسری طرف کھڑی محبت اپنی ہار کا سوگ منا رہی تھی۔ محبت دونوں کی سچی تھی مگر امر صرف ایک کی ہونے جارہی تھی۔

وہ خاموشی سے وہیں سے پلٹ گیا۔ اُس کے قدموں میں صدیوں کی تھکن اُتر آئی تھی۔ ایک لمحے میں ہونے والی محبت صدیوں کی سزا بن گئی تھی۔

شمسہ بیگم کچن میں دوپہر کا کھانا بنا رہی تھیں جب زرنش وہاں آئی۔  
"ماما۔۔۔" اس نے انہیں پکارا۔











"مہمانوں کے لیے کولڈ ڈرنک لے آؤ۔۔۔" وہ اُسے ہدایات دینے لگیں۔

"جی اچھا۔۔۔" اُس نے فوراً سر ہلاتے ہوئے کہا۔ شمسہ بیگم کچن سے نکل گئیں۔

"باجی یہ آپ کے باس کیوں آئے ہیں؟" شمسہ بیگم کے جانے کے بعد چھنوں نے کچھ سوچ کر زرنش کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔ جس کا چہرہ گلاب کی طرح کھلا ہوا تھا۔

"پتہ نہیں۔۔۔۔" وہ اُس کی طرف سے رُخ پھیر گئی مبادا وہ اُس کی آنکھوں میں سے کوئی راز ہی نہ چرا لے۔ کیونکہ اس وقت وہ ایک کھلی کتاب کی طرح تھی جسے با آسانی پڑھا جاسکتا تھا۔ چہرے پر دھنک رنگ بکھرے ہوئے تھے۔

"اچھا۔۔۔" چھنوں نے اچھا کو بڑا المباکھینچا تھا۔ جیسے اُسے یقین نہ آیا ہو۔

"باجی آپ کے سر دیکھنے میں کیسے ہیں؟" وہ کچھ دیر بعد دوبارہ بولی تو زرنش اُسے گھورنے لگی۔

"تمہیں جو کام ماما کہہ کر گئی ہیں نہ وہ کرو زیادہ باتیں مت کرو۔۔۔۔"

اُس نے سختی سے کہا تو وہ منہ بناتے ہوئے خاموشی سے اپنا کام کرنے لگ گئی۔

زرنش اُسکی ہیلپ کرنے لگی۔ اُس نے کچھ دیر میں ہی





پیار سے ان کو بلایا جائے  
ہم تم ساتھ رہیں ہر پل  
اور ان لمہوں کو مہکایا جائے  
روٹھ گئے تھے جو کبھی تم ہم سے  
پاس او تم ہمارے تمہیں پھر سے منایا جائے  
یہ جو ضد پہ اڑا ہے پاگل دل  
اسے پھر سے سمجایا جائے  
کیوں نا آج پھر سے تجھے پکارا جائے  
حسن نے لکھنے کے بعد پین ڈائری میں رکھ کہ اسے بند کر دیا۔۔۔ اُن کا سر درد سے پھٹنے کو تھا  
۔۔۔ دل بھی عجیب سے انداز میں گھبرا رہا تھا۔۔۔ ایک بے چینی سی اُن کے رگ ورپے  
میں سرایت کیے ہوئے تھی۔۔۔  
سعد کب سے انہیں یونہی بے چین دیکھ رہا تھا۔۔۔ وہ اُن کی اندرونی کیفیات سے باخبر  
تھا۔۔۔ اُن کے اندر ہونے والی توڑ پھوڑ وہ سمجھ رہا تھا مگر انہیں کیسے تسلی دے یہ بات اس کی  
سمجھ سے بالاتر تھی۔







مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

سعد نے ایک ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے دوبارہ چادر اوڑھ لی۔

جب سینے کے اندر سانس کے دریا ڈولتے ہیں

جب موسم سرد ہوا میں

چپ سی گھولتے ہیں

جب انسو

پلکیں رولتے ہیں

جب سب آوازیں اپنے بستر پہ سو جاتی ہیں

تب اہستہ اہستہ انکھیں کھولتے ہیں

اور پھر سارے دکھ بولتے ہیں

!.....!

شمسہ بیگم نے کوئی چوتھی بار شوہر کی طرف دیکھا جو از حد پریشان نظر آرہے تھے۔ پہلے تو

اُن کو لگا کہ شاید تھکاؤ اور کام کے پریشر کی وجہ سے ایسے ہے مگر اب تو اُن کو تشویش ہو

رہی تھی۔

وہ اُٹھ کر اُن کے پاس صوفے پر چلی آئیں جہاں وہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے ناجانے کہاں گم

تھے۔





وہ صوفے سے اپنی چیزیں سمیٹتے ہوئے بولے۔

"مگر آپ ایک بار اُس لڑکے سے تو مل لیتے۔۔۔۔۔" شمسہ بیگم نے آہستگی سے کہا۔

"میں اُس لڑکے کو جانتا ہوں۔۔۔۔۔ جہانگیر نواز کا بیٹا ہے وہ۔۔۔۔۔ ایک دو بار اُس سے میری ملاقات ہو چکی ہے اُن کے آفس میں کچھ پراجیکٹ کے سلسلے میں۔۔۔۔۔ اچھا اور پڑھا لکھا لڑکا ہے۔۔۔۔۔ تم بس ہاں کر دو اُنکو۔۔۔۔۔ باقی اگر لڑکے سے ملنا اور اُسے دیکھنا چاہتی ہو تو ہم کسی دن اُن کے گھر چلے جائیں گے"۔ وہ کہہ کر چلے گئے تو شمسہ بیگم پیچھے کتنی ہی دیر بیٹھی رہیں۔ پتہ نہیں اُن کی بیٹی کے نصیب میں کیا لکھا تھا۔

اگلے دن اُنہوں نے فون کر کے اُن لوگوں کو ہاں کر دی۔ فاطمہ بیگم تو اتنی خوش تھیں کہ فوراً شادی کا کہہ دیا۔

شمسہ بیگم نے اُن کو آج ہی گھر آنے کی دعوت دے ڈالی۔ فون بند کر کے وہ فارغ ہوئی ہی تھی کہ زرنش آگئی۔

"کس کا فون تھا ماما۔۔۔۔۔" وہ اُن کے قریب بیٹھتے ہوئے سرسری سا پوچھنے لگی۔

"تمہارے پاپا نے تمہارے باس کے رشتے کے لیے ہاں کہہ دیا ہے۔۔۔۔۔" شمسہ بیگم نے اُس کے سر پر جیسے دھماکہ کیا۔ زرنش کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا اور کیسے ری ایکٹ کرتی۔ کیا دعائیں یوں بھی مستجاب ہوتی ہیں۔



"ریلی ماما۔۔۔۔۔" وہ اُن کے دونوں ہاتھ تھام کر اتنی خوشی سے بولی تھی کہ شمسہ بیگم کو حیرت ہوئی۔ بیٹی کے تیورات دیکھ کر وہ دنگ رہ گئیں۔

"تو کیا تم یہی چاہتی تھی۔۔۔۔۔" اُن کے پوچھنے پر زرنش کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ وہ سب کچھ ظاہر کر گئی تھی۔

"چپ مت رہو زری بتاؤ مجھے۔۔۔۔۔" اُنہوں نے اُسے دونوں شانوں سے تھام کر پوچھا۔

"جی ماما۔۔۔۔۔" وہ سر جھکا کر بمشکل یہی بول سکی۔

"اس کا مطلب وہ لوگ خود نہیں بلکہ تمہارے کہنے پر ہی آئے ہیں۔۔۔۔۔" اومائی گاڈ میں کیا سمجھتی تھی اور کیا ہوا۔۔۔۔۔ تم نے ہم لوگوں کو دھوکے میں رکھا زری۔۔۔۔۔" شمسہ بیگم نے اُس کو چھوڑ کر سر ہاتھوں پہ گر لیا۔ زرنش تڑپ گئی۔

"نہیں ماما میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی آپ پلیز مجھے غلط مت سمجھیں۔۔۔۔۔ میں جو بھی چاہتی تھی آپ کی اور پاپا کی مرضی سے چاہتی تھی۔۔۔۔۔ اگر آپ کو کوئی بھی اعتراض ہے تو میں کبھی دوبارہ ایسا سوچوں گی بھی نہیں۔۔۔۔۔ بس آپ مجھ پر شک مت کریں پلیز۔" اُس نے اُن کا ہاتھ تھام کر کہا تو شمسہ بیگم نے اُسکی طرف دیکھا۔ چہرے سے معصومیت اور سچائی چھلک رہی تھی۔ اُنہوں نے اُسے گلے لگا لیا۔ وہ واقعی اُن کی بیٹی تھی۔ بالکل ویسی جیسی وہ اُسے دیکھنا چاہتی تھیں۔

"زاویار اپنی کسی کو لیگ سے شادی کر رہا۔۔۔"۔ انہوں نے زرنش کو بتایا تو وہ چونک کر دور ہوئی۔

"آپ کو کس نے بتایا۔۔۔؟"۔ زرنش کو حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی اور پاپا کا اچانک سے مان جانا بھی سمجھ میں آ گیا۔

"تمہارے پاپا نے۔۔۔۔"۔ شمسہ بیگم خہ سر سری سا بتایا۔ وہ سمجھ گئی تھیں کہ جو ہوا تھا اچھا ہوا تھا کیونکہ اُن کی بیٹی اسی میں خوش تھی۔

"خیر چھوڑو یہ سب۔۔۔۔ تم بچن میں جاؤ چھنوں سے کام وغیرہ کروالو۔۔۔۔ میں زر بازار ہو آؤں کچھ سامان لانا ہے۔۔۔"۔ وہ کہتے ہوئے صوفے سے اٹھ گئیں۔

"اور سنو اُس سے باتیں زرا کم سننا۔۔۔ ورنہ ایک کام نہیں کرے گی وہ۔۔۔۔"۔ جاتے جاتے اُسے ہدایت دی تو زرنش نے سر ہلا دیا۔ وہ اپنے کمرے میں چیونچ کرنے چلی گئیں۔ زرنش نے فوراً سعد کو نمبر ڈائل کیا۔

کچھ دیر میں ہی کال پک کر لی گئی۔

"جانتا ہوں اب تمہیں سکون نہیں مل رہا ہو گا۔۔۔۔"۔ وہ اُس کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا۔

"بی لیومی سعد میں اتنی خوش ہوں کہ بتا نہیں سکتی۔۔ ایک دم سے سب ٹھیک ہو گیا مجھے تو یقین ہی نہیں آ رہا۔۔"

"اچھا بس بس میں جانتا ہوں کہ تم بہت خوش ہو۔۔۔۔ ویسے یہ خبر سن کر ہماری طرف کا بھی موسم کافی خوشگوار ہو گیا۔۔۔۔" اُس نے بتایا تو زرنش بلش ہو گئی۔  
"ریلی سر خوش ہیں۔۔۔۔" وہ بولی تو سعد نے قہقہہ لگایا۔

"اب سر کہنا چھوڑ دو۔۔۔۔ اب تو کچھ اور ہی بولو۔۔۔۔ جانو مانو وغیرہ۔۔۔۔" وہ شرارتی ہوا تو زرنش کے کانوں کی لویں بھی سرخ پڑ گئیں۔  
"بکو اس مت کرو۔۔۔۔"

"اچھا بات کرواؤں۔۔۔۔؟" سعد نے پھر اُسے چھیڑا۔  
"جی نہیں مجھے نہیں کرنی بات۔۔۔ میں اب فون بند کرنے لگی ہوں۔" زرنش کو اب شرم آرہی تھی۔

"اچھا بھائی کو بھی ساتھ لے آئیں کہ نہیں۔۔۔۔" سعد نے پھر شرارت کی تو زرنش نے بد تمیز کہہ کر فون آف کر دیا۔ چہرہ انار کی طرح سرخ پڑ چکا تھا۔ دل بھی معمول سے زیادہ دھڑک رہا تھا۔ وہ اُسے سنبھالتی کچن کی طرف چل دی۔  
!.....!



شادی کی ڈیٹ فکس ہو گئی۔ دونوں طرف تیاریاں عروج پر تھیں۔ زرنش بہت خوش تھی اور اُسے یوں خوش اور مطمئن دیکھ کر عبید آفندی کو بھی کچھ سکون ملا۔ وہ لاؤنج میں بیٹھی شاپنگ دیکھ رہی تھی جو کچھ دیر پہلے ماما اُس کے لیے کر کے لائی تھیں۔ چھنو بھی وہیں تھی۔ اُس نے اپنی باتوں کی پٹاری بھی کھول رکھی تھی۔ شمسہ بیگم اُس کی باتوں سے تنگ آ کر اپنے کمرے میں جا چکی تھیں۔ اب وہ اکیلی زرنش کا سر کھا رہی تھی۔

"باجی میں نے سنا ہمارے ہونے والے بھائی بہت پیارے ہیں۔۔۔۔ وہ ہیرو سے بھی زیادہ پیارے ہیں۔۔۔۔ جو اُس دن آیا تھا۔" چھنو کو اُس کا نام نہیں آتا تھا شاید اس لئے ایسے بولی تھی۔

"اُس ہیرو کا نام سعد ہے۔۔۔۔" زرنش کو اُس کو کوئی پانچویں دفعہ نام بتایا تھا مگر بھلکڑسی چھنو ہمیشہ بھول جاتی۔

"ہاں وہی وہی۔۔۔۔ ویسے باجی وہ گھورتا بہت ہے۔۔۔۔ اُس دن بھی ایسے دیکھ رہا تھا جیسے میرا ایکسرا کر رہا ہو۔" چھنو نے کپڑوں کا دوبارہ پیک کرتے ہوئے کہا تو زرنش کو ہنسی آ گئی۔

"وہ ایسے ہی دیکھتا ہے۔۔۔۔ ویسے تم مجھے یہ بتاؤ تمہیں اتنی انفارمیشن کہاں سے مل جاتی ہے۔۔۔۔ کون دیتا ہے؟" زرنش نے اُس کو مشکوک نظروں سے دیکھا۔



"وہ جی بیگم صاحبہ کو صاب جی بتا رہے تھے کہ آپ کا ہونے والا دلہا بہت پیارا ہے۔۔۔۔۔"۔  
چھنو شرارت سے بولی تو زرنش سرخ پڑ گئی۔ ساتھ ہی چھنو کو گھورا۔

"تم بہت بولنے لگی ہو آجکل۔۔۔۔۔ ماما کو شکایت لگا دینی ہے میں نے تمہاری کسی دن یاد رکھنا۔۔۔۔۔"۔ زرنش نے اُسے دھمکی دی تو وہ دانتوں کی نمائش کرنے لگ گئی۔

"مجھے پتہ آپ ایسا نہیں کرو گی۔۔۔۔۔"۔ اُس نے مزید پھیلے ہوئے کہا تو زرنش نے کشن اٹھا کہ اُس کو دے مارا۔

"بہت زبان چلتی ہے تمہاری۔۔۔۔۔ جاؤ میرے لیے کافی بنا کر لاؤ ایک کپ۔۔۔۔۔"۔ زرنش نے اُس کو وہاں سے ہٹانے کے لیے کہا تو وہ منہ بناتی ہوئی اٹھ گئی اور پکن میں چلی گئی۔

زرنش سب چیزیں سمیٹنے لگی۔ تبھی حجاب چلی آئی۔ زرنش نے ایک ہلکی سی مسکراہٹ اُس کی طرف اچھالی۔ وہ خاموشی سے آکر اُس کے پاس بیٹھ گئی۔

"کیسی ہو۔۔۔۔۔؟"۔ زرنش نے آج اُسے کوئی تین چار ہفتوں بعد دیکھا تھا۔ اُس کے پیپر ز ہو رہے تھے اس لیے وہ زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی تھی۔ آج بھی وہ پیپر کی تیاری چھوڑ کر اُس کے پاس آئی۔

"اچھی ہوں۔۔۔۔۔"۔ وہ مختصر بولی۔ زرنش کو وہ بہت چپ چاپ لگی۔

"کیا بات ہے پریشان ہو۔۔۔۔۔؟"۔ زرنش اُس کت نزدیک ہوئی۔

حجاب کتنی ہی دیر اُس کو دیکھتی رہی۔ وہ خوبصورت تو پہلے ہی حد سے زیادہ تھی مگر آج کل کچھ ایکسٹرہی حسین ہو گئی تھی۔ شاید یہ اندرونی خوشی کا نتیجہ تھا۔ حجاب کو دکھ ہوا۔

"تم کتنی سیلفش ہو ویسے زرنش۔۔۔ اپنی خوشی کی خاطر کسی کو ہمیشہ کے لئے اداس کر دیا ہے۔" حجاب کی آنکھوں میں نمی تھی۔

زرنش پریشان ہو گئی۔ وہ اب تک اُس سے ناراض تھی۔

"بھائی اپنے ساتھ بہت ظلم کر رہے ہیں زرنش تمہیں ایسے اُن کا دل نہیں توڑنا چاہیے تھا۔۔۔ تم جانتی ہو وہ تم سے کتنا پیار کرتے ہیں۔" حجاب نے افسوس سے کہا تو وہ حیران رہ گئی۔

"کیا مطلب ہے تمہارا۔۔۔ میں نے کیا کر دیا ایسا۔۔۔" اُس کی سمجھ میں حجاب کی کوئی بات نہیں آرہی تھی -

"بھائی نے صرف تمہاری خوشی کی خاطر تم سے شادی کو منع کر دیا۔۔۔" حجاب نے اُسے بتایا تو وہ دنگ رہ گئی -

"مگر وہ تو اپنی کسی کو لیگ سے شادی کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"



"ہنہ یہ بات صرف انہوں نے تمہارے لیے کہی ہے۔۔۔ تم پر کوئی بات نہ آئے اس لیے انہوں نے خود کو سب کی نظروں میں گرایا ہے۔۔۔ ورنہ خسد سوچو یہ کو لیگ اچانک سے کہاں سے آسکتی ہے۔" حجاب نے اُس کو حقیقت بتائی۔ زرنش حیران پریشان سی بیٹھی رہی۔

"سر حسن کی خاطر تم نے مجھ سے لڑائی کی۔۔ ہمارے گھر آنا چھوڑ دیا۔۔۔ زاویار بھائی کا دل توڑا۔۔۔ میرے ماما پاپا کا دل توڑا جنہوں نے بچپن سے تمہیں اپنی بہو کے روپ میں دیکھا۔۔۔ سوچو کیا بیت رہی ہو گی اُن کے دلوں پر اس وقت۔۔۔۔۔ تم ہمیشہ اپنے بارے میں سوچتی ہو زرنش تم بیت سیلفش ہو بہت زیادہ۔۔۔۔۔" حجاب اپنی بات کہہ کر چلی گئی مگر جاتے جاتے زرنش کا سکون ایک دفعہ پھر تباہ کر گئی۔

وہ سونے کے لئے روم میں آئی تو سیل فون بج اُٹھا۔ زرنش نے دیکھا سعد کا فون تھا۔ اُس نے کال پک کی۔

"ہیلو۔۔۔۔۔" وہ بڑے مدھم سے لہجے میں بولی تو سعد چونک گیا۔

"تم ٹھیک تو ہونہ۔۔۔۔۔"

"ہاں ٹھیک ہوں۔۔۔۔۔" زرنش نے اُسے ٹالا۔

"زرنش سچ بتاؤ کیا بات ہے۔۔۔۔۔ سب سیٹ یے نہ۔" وہ پریشان ہو گیا۔

"سعد وہ حجاب کہتی ہے کہ میں بہت سیلفش ہوں۔۔۔۔۔" وہ رونے لگ گئی تو اپنے بستر پر لیٹا سعد فوراً اٹھ بیٹھا۔

"یار تم کیا فضول لوگوں کی باتوں پہ پریشان ہوتی رہتی ہو۔۔۔۔۔ تمہاری اُس کزن کا نہ بہت دماغ خراب ہے۔۔۔۔۔ فلک کو بھی پتہ نہیں کیا پٹیاں پڑھا رکھی ہیں اُس نے۔۔۔۔۔ اور تمہیں بھی وقفے وقفے سے ٹارچر کرتی رہتی۔۔۔۔۔ اکیچو کلی مجھے تو لگتا وہ ویسے ہی تم سے جلتی ہے۔" سعد کو حجاب بالکل پسند نہیں تھی۔

"تمہیں میرے لیے میں دکھ ہو رہا یا فلک کے لیے۔۔۔۔۔" زرنش نے اُس کی فلک والی بات پکڑ لی تو وہ گڑبڑا گیا۔

"ظاہر ہے تمہارے لیے تم میری بھابھی جو ہو۔۔۔۔۔"

"جھوٹ مت بولو۔۔۔۔۔ تمہیں حجاب سے چڑا اس لیے ہے کیوں نہ وہ فلک کو پٹیاں پڑھاتی ہے اور فلک سے تم پیار کرتے ہو۔۔۔۔۔ میں تو کہیں بھی نہیں ہوں۔" زرنش نے مصنوعی غصے سے کہا تو سعد کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اُسے تو امید ہی نہیں تھی کہ وہ اسکی بات اتنی جلدی پکڑ لے گی۔

"تمہاری وجہ سے میں نے فلک سے جھگڑا کیا تھا زرنش اور تم مجھ پر ہی شک کر رہی ہو۔" وہ صدمے سے بولا۔







دلہن بنی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ روپِ اس قدر ٹوٹ کر آیا تھا کہ دیکھنے والا بھی دوسری دفعہ ڈر جاتا مبادا کہیں نظر ہی نہ لگ جائے۔ شمسہ بیگم نے کئی بار اُس کی نظر اُتاری۔ نکاح ہو چکا تھا۔ زرنش برائیڈل روم میں ہی تھی ابھی اور فلک اُس کے پاس بیٹھی اُسے بار بار چھیڑ رہی تھی۔ وہ کل رات کی زرنش سے معافی مانگ چکی تھی۔ البتہ حجاب کا موڈ ویسا ہی تھا۔ اُس نے زرنش سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"زرنش قسم سے سراسنہ کمال کے لگ رہے ہیں نہ آج کہ بس میں کیا بتاؤں۔۔۔ تم دیکھو گی تو بیہوش ہی ہو جاؤ گی۔۔۔" فلک نے اُسے چھیڑا تو زرنش نے اُسے گھور کے دیکھا۔ "اچھا رکو میں پک بنا کے لاتی ہوں۔۔۔ پھر تم دیکھنا اور بتانا کیسے لگ رہے ہیں۔" فلک نے اپنا سیل فون چار جنگ سے اُتارتے ہوئے شرارت سے کہا۔

"شرم کرو کچھ اور بیٹھی رہی ادھر ہی۔۔۔" وہ اُسکی باتوں پر بار بار بلش ہو رہی تھی۔ "آئے ہائے میں مر جاؤں بچی تو شرما شرما کر لال سیب کی طرح ہو رہی ہے۔۔۔۔۔ حسن بھائی کو غلطی نہ لگ جائے۔۔۔ کہیں کھا ہی نہ لیں۔۔۔" فلک نے اُس کی حالت کا مزہ لیا۔ "اچھا ہے شرما رہی ہو۔۔۔۔۔ دلہن شرما رہی ہے اچھی لگتی ہے۔۔۔" وہ آنکھ دبا کر بولی۔ "تم بھی کچھ شرم کر لو۔۔۔۔۔" زرنش نے صرف اُسے گھورا کیونکہ اس وقت وہ یہی کر سکتی تھی۔ فلک نے پھر تہقہ لگایا۔





"میں تو دیکھ کر ہی چل رہا تھا تم نے آنکھیں شاید کسی کو اُدھار دی ہوئی ہیں۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔

"مجھے تم سے بحث نہیں کرنی راستہ چھوڑو۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ وہ ایک دم اُداس ہو گئی۔ آنکھوں کے گوشے بھیگ گئے۔ سعد کو سائیڈ پہ کر کے وہ گزر گئی۔ مگر سعد اُس کی آنکھوں میں آنی نہی دیکھ چکا تھا۔ اُس کا دل بے چین سا ہو گیا۔

وہ اندر داخل ہو گیا۔ زرنش نے آواز پر دروازے کی طرف دیکھا۔ سعد کو دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی۔

"ارے واہ تم تو بڑی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ وہ اُس کے نزدیک آ گیا۔ زرنش نے سر جھکا لیا۔

"کیسی ہو۔۔۔۔۔؟"۔۔۔۔۔

"اچھی ہوں۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ وہ مدھم سے لہجے میں بولی۔

"وہ تو میں دیکھ ہی رہا ہوں کہ تم کتنی اچھی لگ رہی ہو۔۔۔۔۔"۔۔۔۔۔ وہ شرارت سے بولا تو زرنش شرما کر مزید سر جھکا گئی۔

اس سے پہلے وہ کچھ اور کہتا فلک دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ سعد کو زرنش کے پاس بیٹھا دیکھ کر ٹھٹک گئی۔



"تم کہاں جا رہی ہو۔۔۔۔ ادھر آؤ نہ زرا۔۔۔۔ تمہیں تو میں پوچھتا ہوں۔۔۔۔" - سعد نے اُسے دیوار کے ساتھ کھڑا کر لیا اور دونوں کہنیاں دونوں طرف دیوار کے ساتھ ٹکا کر اُس کو جانے سے روکا۔

"کیا کہہ رہی تھی تم ہاں فضول لوگ۔۔۔۔" - وہ اُس کے صبح چہرے کو نگاہوں میں اُتارتے ہوئے بولا۔

"چھوڑو مجھے ورنہ میں شور مچا دوں گی۔۔۔۔" - فلک نے اُسے دھمکی دی اور ساتھ ہی خود کو چھڑانے کے لیے مزاحمت بھی کی۔

"میں گلابا دوں گا تمہارا اگر تم نے آواز بھی نکالی تو۔۔۔۔" - سعد نے فوراً اُس کے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اُس سے کچھ بعید نہ تھا وہ چلانا شروع کر دیتی۔

"مجھے تم سے بات نہیں کرنی لیو می۔۔۔۔" - فلک نے اُس کا ہاتھ جھٹک دیا۔ سعد گہری نگاہوں سے اُس کو دیکھنے لگا۔ اُس کی لودیتی آنکھوں نے فلک کو نظریں جھکانے پر مجبور کر دیا۔ مزاحمت کرتے ہاتھ بھی رک گئے۔

"ناراض ہو۔۔۔۔" - وہ گھمبیر سے لہجے میں بولا تھا۔ فلک کا دل دھڑکنے لگا۔ وہ پہلی بار اُس کے اتنا قریب آیا تھا۔ فلک کے چھکے چھوٹ گئے۔ ہتھیلیوں میں پسینہ آنے لگا۔

"مجھے جانے دو باہر پلیز۔۔۔۔۔" اُس نے سعد کو دور کرنا چاہا تو اُس نے فلک کا ہاتھ تھام لیا۔

فلک کی جان اُس ہاتھ میں سمٹ گئی۔

"سعد کوئی آجائے گا چھوڑو نہ پلیز۔۔۔۔۔" فلک نے بند دروازے کو دیکھا۔

"پہلے بتاؤ کہ ناراض ہو۔۔۔۔۔؟"

"تمہیں کونسا کوئی فرق پڑتا میری ناراضگی سے۔۔۔۔۔" فلک نہ چاہتے ہوئے بھی شکوہ کر گئی۔

"پڑتا ہے تو پوچھ رہا ہوں نہ۔۔۔۔۔" وہ اُس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولا تو فلک نے نظریں چرائیں۔

"اگر پڑتا ہوتا تو تم میرے ساتھ یہ سب نہیں کرتے۔۔۔۔۔"

"فلک آریو میڈ۔۔۔۔۔" سعد نے حیرت سے اُس کو دیکھا۔ "وہ سارا ڈرامہ تمہارا کیا دھرا

تھا۔۔۔۔۔ تم نے مجھ پہ شک کیا حالانکہ میں نے کچھ کیا بھی نہیں تھا۔"

"ہاں تو ٹھیک ہے نہ جب میری غلطی ہے تو پھر تم مجھ سے بات کیوں کر رہے ہو۔۔۔۔۔ بھاڑ

میں جاؤ میری طرف سے۔۔۔۔۔" فلک کا پارہ ہائی ہو گیا۔ وہ اُسے پیچھے دھکیل کر جانے لگی

مگر سعد نے پھر بازو تھام لیا۔ اُسے رکنا پڑا۔



"سوری۔۔۔۔۔" سعد نے شرمندگی سے کہا تو فلک کو اپنے لہجے پہ افسوس ہوا۔ وہ کتنی بد تمیزی سے بات کر گئی تھی مگر وہ پھر بھی کچھ نہیں بولا تھا الٹا سوری کر رہا تھا۔ اُس نے پلٹ کر سعد کو دیکھا۔ وہ اُسی کو دیکھ رہا تھا۔

"میری طرف سے بھی سوری۔۔۔۔۔ میں نے فضول میں تم پر شک کیا۔۔۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی تو وہ زیر لب مسکرایا۔

"یعنی کہ مانتی ہو نہ کہ غلطی تمہاری تھی۔"

"جی نہیں میں کوئی نہیں مانتی۔۔۔۔۔ سب غلطی تمہاری تھی"۔ فلک نے اپنا بیان فوراً واپس لے لیا۔

"ہا ہا ہا اوکے کوئی نہیں میری غلطی ہی سہی۔۔۔۔۔" وہ پیار سے اُس کو دیکھنے لگا۔

"آئی لو یو فلک۔۔۔۔۔" سعد نے سرگوشیانہ انداز میں کہا تو فلک نے سر جھکا لیا۔ دل کے تار بج اُٹھے۔

وہ خاموشی سے اپنی دھڑکنیں سننے لگی۔

"اب می ٹو بھی میں ہی بولوں کیا۔۔۔۔۔؟" اُسے گم سم دیکھ کر وہ بولا تو فلک کھکھلا کر ہنس پڑی۔

"اس میں بھی ویسے کوئی حرج نہیں ہے۔۔۔۔۔" وہ شرارت سے بول کر موقع پاتے ہی باہر نکل گئی۔ سعد کو کئی لمحوں تک تو کچھ سمجھ ہی نہ آیا۔

"بہت تیز لڑکی ہے۔۔۔۔۔ خیر دیکھ لوں گا۔" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا دروازہ دھلیک کر باہر نکل آیا۔ جہاں فنکشن عروج پر تھا۔

!.....!

حسن نے آہستگی سے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر قدم رکھا۔ اندر داخل ہوتے ہی گلاب اور موتی کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی۔ اپنے کمرے میں وہ تین دن بعد قدم رکھ رہے تھے۔ سعد نے اُن کو یہ کہہ کر نکال دیا تھا کہ وہ اُن کے کمرے کی ڈیکورشن کرے گا۔ اُس نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر تقریباً دو دن لگا کر کمرے کا نقشہ ہی بدل دیا تھا۔ ہلکے زنگ کلر کے پردے اور پینٹ نے واقعی اُس کمرے کی حالت بدل دی تھی۔ جہازی سائز بیڈ کو گلاب کی لڑیوں سے سجایا گیا تھا۔ وہ اندر داخل ہو گئے۔ ارد گرد کا مکمل جائزہ لینے کے بعد انہوں نے بیڈ کے وسط میں لہنگا پھیلائے بیٹھے گلاب ہو دیکھا۔ ایک جاندار سی مسکراہٹ اُن کے لبوں کو چھو گئی۔ کچھ خواب جب حقیقت کا روپ دھارے ہیں تو بہت حسین لگتے ہیں اور زرنش اُن کی زندگی کا سب سے حسین خواب تھی۔





"کچھ بولونہ زرنش۔۔۔۔۔" انہوں نے ریکوسٹ کی۔

"تھینک یو سر۔۔۔۔۔" وہ شرماتے ہوئے بولی۔

"واٹ۔۔۔۔۔" انہوں نے صدمے سے اُس کو دیکھا۔

"سر کی کچھ لگتی اتنے رومانٹک موڈ کا ستیاناس مار دیا ہے تم نے۔۔۔۔۔" وہ سخت بد مزہ ہوئے۔

"میں نے کیا کر دیا۔۔۔۔۔ آپ ہمیشہ مجھے فضول میں ڈانٹ دیتے ہیں۔۔۔۔۔" اُس نے روہانے لہجے میں کہا۔

"تمہاری حرکتیں ہی ایسی ہوتی ہیں کیا کروں میں اور پھر۔۔۔۔۔" انہوں نے افسوس کا اظہار کیا۔

"ہاں جانتی ہوں کہ میں آپ کو اچھی نہیں لگتی۔۔۔۔۔ آپ نے زبردستی سب کے کہنے پر مجھ سے شادی کی ہے۔" وہ لڑنے لگی۔

"اور تم اپنا بتاؤ نہ۔۔۔۔۔ دھمکی دے کر گئی تھی کہ کسی اور سے شادی کر لوں گی۔۔۔۔۔ کی کیوں

نہیں پھر۔۔۔۔۔" انہوں نے بھی اُس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا سوچ لیا۔ زرنش کا خود کو سر کہنا اُن کو بہت غصہ دلا گیا تھا۔

"آپ مجھ سے ایسے بات کر رہے ہیں۔۔۔۔۔؟" وہ فوراً رونا شروع ہو گئی تو حسن ایک دم پریشان ہو گئے۔

"افف ایک تو یہ عورتوں کے انسو۔۔۔۔۔ ناجانے اللہ نے ان کی آنکھوں کے پیچھے کونسے دریا بہا چھوڑے ہیں۔۔۔۔۔ جو پانی کا ذخیرہ ختم ہی نہیں ہوتا"۔ وہ بڑبڑائے مگر زرنش نے سب سن لیا۔

"آپ کو میرے انسو جھوٹے لگ رہے ہیں"۔ وہ رونا بھول کر پھر سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئی۔

"اب یہ میں نے کب کہا۔۔۔۔۔؟"۔ انہوں نے اپنے بال مٹھیوں میں جھکڑ لیے۔

"مطلب تو وہی ہوا نہ۔۔۔۔۔"۔ وہ سول سول کرتے ہوئے بولی۔

"تمہارا اتنا دماغ کام کرتا ہے کہ تم باتوں کے مطلب سمجھ سکو۔۔۔۔۔"۔ انہوں نے طنز کیا۔  
زرنش کا منہ حیرت سے پورا کھل گیا۔

"آپ میرا مزاق اڑا رہے ہیں۔۔۔۔۔"۔ اُسے دکھ ہوا۔ "لوگ اپنی شادی کے دن ایسی باتیں کرتے ہیں جیسی آپ کر رہے ہیں۔۔۔۔۔"

"ہاں تو میری کونسا پہلے بھی شادی ہوئی ہے جو مجھے پتہ ہو گا کہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔"

"رہنے دو آپ۔۔۔۔ کچھ نہیں ہونا آپ سے۔۔۔۔ میں چیخ کر کے سونے لگی ہوں۔۔۔۔" وہ اٹھنے لگی تو انہوں نے اُس کا بازو تھام لیا۔

"بیٹھو چپ چاپ ادھر۔۔۔۔"

زر نش خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے نہ۔۔۔۔؟" اُس نے افسردگی سے پوچھا۔ دل ٹوٹ سا گیا تھا۔

"کرتا ہوں یار۔۔۔۔" حسن کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کریں اور کیسے کریں۔

"کبھی پیار دکھایا تو نہیں۔۔۔۔ ہمیشہ بس ڈانٹا ہے اور میری انسلٹ کی ہے۔"

"شادی کی تو ہے۔۔۔۔ اور کیسے دکھاؤں پیار۔۔۔۔" وہ بے بسی سے بولے۔ کتنے کورے تھے اس معاملے میں۔۔۔۔ انفف ایک لڑکی خوش نہیں ہو رہی تھی۔

"بس۔۔۔۔" اُس نے دکھ سے اُن کو دیکھا۔ ناجانے وہ کیا سننا چاہتی تھی۔

"ہاں بس۔۔۔۔" انہوں نے کہہ کر بالوں میں ہاتھ پھیرا۔ زر نش اُن کو دیکھتی رہی۔ حسن اُسے خاموش دیکھ کر بے چین ہو گئے۔

"اور کیسے دکھاؤں پیار۔۔۔۔ میں باقی سب جیسا نہیں ہوں یار۔۔۔۔ پیار تو ہو گیا پر مجھے اظہار کرنا نہیں آتا۔۔۔۔ پلیز تم خود ہی سمجھ لو نہ۔۔۔۔" وہ بے بسی کی حدوں کو چھو رہے تھے۔ زرنش اب بھی کچھ نہ بولی۔

"اچھا تمہیں یاد ہے نہ جب میں نے تمہیں ایک دفعہ لیب کی کلاس میں ڈانٹا تھا اور پھر بعد میں تمہیں اپنے افس میں بلایا تھا۔۔۔ میں جانتا تھا کہ تم رورہی ہو گی اور میں نہیں چاہتا تھا کہ تم اداس ہو اسی لیے بلایا تھا۔ اور تمہیں وہ بات یاد ہے جو میں نے جب تم جانے لگی تھی تو کہی تھی۔" انہوں نے زرنش سے پوچھا تو اُس نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"اب خود بتاؤ کہ یہ پیار نہیں ہے کیا۔۔۔۔" وہ سوالیہ نظروں سے اُس کی طرف دیکھنے لگے۔

"پر آپ مجھے ڈانٹتے بھی تو تھے نہ۔۔۔ ہمیشہ کلاس سے باہر نکال دیتے۔۔۔ اور اُس دن میرا پیپر بھی پھاڑ دیا تھا۔۔۔ حالانکہ چیٹنگ میں نہیں بلکہ حجاب کر رہی تھی۔" وہ اب بھی اُسی بات پہ اٹکی ہوئی تھی۔

"یار اُس وقت حالات ہی ایسے تھے میں ٹیچر تھا اور تم سٹوڈنٹ تھی۔۔۔ اچھا فرض کرو اگر میں اُس وقت تمہیں بتا بھی دیتا کہ تم مجھے اچھی لگتی ہو تو تم نے تو پڑھنا بالکل چھوڑ دینا تھا۔۔۔ تمہارا دیہان صرف ان باتوں کی طرف ہی رہنا تھا۔ اور شادی سے پہلے کی محبت کا

میں قائل نہیں ہوں۔۔۔۔۔ میرا ماننا ہے کہ جو آپ کو اچھا لگے اُس سے شادی کر لو بجائے اِس کے کہ اُس کے ساتھ گھومو پھرو اور ٹائم پاس کرو۔۔۔۔۔ اب دیکھو کہ اگر میں اُس وقت تمہیں سب کچھ بتا دیتا تم سے جھوٹے وعدے کر لیتا تو سوچو خدا انخواستہ ہماری شادی نہ ہوتی تو کیا فائدہ اُس محبت کا۔۔۔۔۔ میں بہت پریکٹیکل انسان ہوں حقیقت پہ یقین رکھتا ہوں۔" وہ مدھم سے لہجے میں بول رہے تھے اور زرنش مدہوش سی سن رہی تھی۔

"اب بھی یقین آیا کہ اور کچھ بولوں۔۔۔۔۔" اُسے ابھی بھی خاموش پا کر وہ بولے تو زرنش نے سر جھکا لیا۔

"کچھ تو بولو یار۔۔۔۔۔ اور دیکھو آئندہ سر مت بولنا پلیز۔۔۔۔۔" انہوں نے ریکوسٹ کی۔

"اور کوئی گلہ شکوہ ہے تو وہ بھی بتا دو تاکہ دور کر دوں۔۔۔۔۔"۔

"آپ نے مجھے جاب سے کیوں نکالا تھا؟"۔ اُس نے کچھ دیر سوچ کر کہا تو اب کی بار وہ اُسے گھورنے لگے۔

"ہر بات کا الزام میرے سر کیوں۔۔۔۔۔ اور محترمہ جاب آپ خود چھوڑ کر آئی تھیں۔"

"آپ کی وجہ سے ہی چھوڑی تھی نہ۔۔۔۔۔ آپ نے تب یہ بھی کہا تھا کہ آپ مجھ سے پیار نہیں کرتے۔" وہ بھی زرنش تھی۔ ایک ایک بات دماغ میں سیو کر رکھی تھی۔

"وہ تو میں نے ایسے ہی بول دیا تھا۔۔۔۔۔" انہوں نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔



"بیلیومی زرنش سچ صرف وہ ہے جو میں اب کہہ رہا ہوں جو پہلے کیا یا کہا وہ سب جھوٹ تھا۔۔۔ تم میرے لیے بہت خاص ہو۔۔۔ سب سے خاص۔۔۔ تم وہ ہو جس نے مجھے ہیار کرنا کھایا۔۔۔ جس نے میری زندگی میں بنا اجازت کے ہی جگہ لے لی۔" وہ سانس لینے کو رکے۔

"جانتی ہو جب میں کالج چھوڑنے کے بعد لندن گیا تھا تو میں نے جانا تھا کہ تم میری زندگی میں کتنی ضروری ہو۔۔۔ میں نے ہر بل تمہیں مس کیا۔۔۔ اور جب میں واپس آیا تو میں نے سوچا بھی نہیں تھا کہ تم مجھے پھر سے ملو گی میں تو سمجھتا تھا کہ میں تمہیں کھو چکا تھا۔۔۔ مگر شاید قسمت نے ہمارا ملن لکھا تھا اور دیکھو آج تم میری بیوی بن کر میرے سامنے بیٹھی ہو۔۔۔ اور آج مجھے احساس ہوا کہ یہ رشتہ جو ہمارے درمیان ہے کس قدر خوبصورت اور مکمل ہے۔۔۔ اس وقت میں تمہیں بتا نہیں سکتا کہ میں کتنا خوش ہوں اور زندگی میں پہلی بار شاید میں نے اتنی خوشی محسوس کی ہے۔۔۔ محبت کے احساس کو محسوس کیا ہے۔۔۔ محبت نے میرے اندر باہر کو ایک دم بدل کر رکھ دیا۔۔۔ میں جو زندگی میں سوچتا تھا کہ صرف پیسہ ہی سب کچھ ہوتا اور اُس کی خاطر میں نے بہت محنت کی۔۔۔ دن رات ایک کیا۔۔۔ مگر آج پتہ چلا کہ محبت کی دولت سب سے بڑی ہے۔۔۔ خوش قسمت











"بہت شاطر ہے یہ لڑکی۔۔۔۔۔ جب بھی تم خوش ہوتی ہو آجاتی ہے تمہاری خوشی تباہ کرنے۔۔۔۔۔ بچ کے رہا کرو اس سے۔۔۔۔۔" سعد نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"فضول باتیں نہ کرو۔۔۔۔۔" زرنش نے اُس کو ڈانٹ دیا تو وہ چپ ہو گیا۔ تبھی فلک آگئی۔

"یہ یہاں بیٹھا ہے۔۔۔۔۔ مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ تمہارا ہی سر کھا رہا ہو گا۔۔۔۔۔ ویلے نکلے لوگ۔" فلک نے زرنش کے دوسری طرف بیٹھتے ہوئے شرارت سے کہا تو سعد نے اُس کو گھورا۔

"ویری فنی۔۔۔۔۔"

"اگر تم دونوں نے کل والا حساب کرنا تو چلو نکلو یہاں سے۔۔۔۔۔" زرنش اُن کو شروع ہوتا دیکھ کر بولی۔

سعد کچھ بولنے ہی لگا تھا کہ کچھ مہمان آ گئے۔ وہ دونوں وہاں سے اُٹھ گئے۔

سعد نے فلک کو اشارہ کیا کہ وہ سائیڈ پر آئے۔

"کیا کہنا ہے۔۔۔؟" وہ کچھ دیر بعد اُس کے پیچھے گئی۔

"تم نے رات کو میری کال کیوں نہیں پک کی تھی۔۔۔؟" - سعد نے ناراضگی سے پوچھا۔

"سوری میں سو گئی تھی۔۔۔۔۔ صبح دیکھا تھا۔"







"میں ٹھیک ہوں۔۔۔ آپ کیسے ہیں۔۔۔؟"

"میں بھی ٹھیک ہوں اللہ کا شکر ہے۔۔۔ وش یو پیپی میر ڈلائف حسن۔۔۔ زرنش بہت اچھی ہے اور آپ سے بہت پیار کرتی ہے۔۔۔ میری دعا ہے آپ لوگ ہمیشہ خوش رہیں۔۔۔" انہوں نے کہا تو وہ مسکرائے۔

"بہت شکریہ زاویار۔۔۔ زرنش کی وجہ سے میری ملاقات بہت اچھے لوگوں سے ہوئی ہے۔۔۔" انہوں نے شکریہ ادا کیا۔ وہ دونوں برات پہ بھی مل چکے تھے۔ حسن کو وہ بہت اچھا لگا۔ زاویار بھی اُن سے مل کہ خوش ہوا۔ اُسے یقین تھا کہ وہ انسان زرنش کو خوش رکھے گا۔ کل کی نسبت وہ آج کچھ ٹھیک تھا۔ محبت وہی ہوتی ہے جس میں محبوب خوش ہو۔ اور ضروری تو نہیں کہ محبت سب کو مل جائے۔۔۔ کچھ لوگوں کی محبت ویسے ہی امر ہو جاتی ہے اور زاویار کی محبت امر ہو گئی تھی کیونکہ زرنش خوش تھی۔ اگر وہ زبردستی شادی کر بھی لیتا تو وہ کبھی اُس کے ساتھ خوش نہ رہتی اس نے زرنش کو اُس کے پیار سے ملو کر اپنی محبت کا حق ادا کیا تھا۔

وہ چند مزید باتوں کے بعد اسٹیج سے اتر گیا۔ فلک اُس کے جاتے ہی وہاں آگئی۔

"سر کیا حال ہیں آپکے۔۔۔؟" اُس نے شرارت سے پوچھا تو حسن مسکرایا۔ سعد بھی فلک کو وہاں دیکھ کر فوراً آگیا۔



"ہمارے حال تو بہت ٹھیک ہیں آپ کے حال کیسے ہیں۔۔۔۔۔"

"ہم بھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔۔۔۔" وہ چمکی تھی۔

"جی وک تو میں آج صبح سی ہی دیکھ رہا ہوں کہ آپ اور سعد آج کچھ زیادہ ہی ٹھیک لگ رہے ہیں۔۔۔۔۔" حسن نے شرارت سے کہا تو جو سہیتے سعد کو اچھا لگ گیا۔ فلک بھی شرمزگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ حسن صبح سے سعد کو اُس کے ارد گرد گھومتا دیکھ رہے تھے۔ شک تو اُن کو پہلے ہی تھا مگر کچھ دیر پہلے دونوں کی باتیں سن کر یقین آ گیا تھا۔

"بھائی میں ابھی آیا۔۔۔۔۔ مجھے یاد آ گیا کہ ماما مجھے بلا رہی تھیں۔" سعد فوراً وہاں سے جیسے آیا تھا کسک گیا۔

"میں حجاب کو دیکھ لوں نظر ہی نہیں آرہی نا جانے کہاں چلی گئی ہے۔۔۔۔۔" فلک بھی اُس کے جاتے ہی کہتے ہوئے چلی گئی۔ وہ دونوں مسکرائے۔

"زرنش ان دونوں کا کیا چکر ہے۔۔۔۔۔؟" وہ زرنش کی طرف متوجہ ہوئے۔

"وہ دونوں ایک دوسرے کو لانا کرتے ہیں۔۔۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی۔

"پوچھتا ہوں زرا اس سے۔۔۔۔۔ چھپا ستم نکلا یہ بھی ایک دم۔۔۔۔۔"

"نہیں پلیز اُس کو کچھ مت کہیے گا وہ فلک سے بہت پیار کرتا۔۔۔۔۔" زرنش نے فوراً سعد کی سائیڈلی۔

"تم نے ویسے مجھے ایک بار بھی نہیں کہا کہ تم مجھ سے پیار کرتی ہو۔۔۔۔۔" انہوں نے زرنش کے صبیح چہرے کو آنکھوں میں سموتے ہوئے کہا۔

"تو اپنے کب کہا۔۔۔۔۔"

"اور وہ جو رات کو اتنی رام کہانیاں سنائی تھیں وہ بھول گئی کیا۔۔۔۔۔"

"ہاں تو یہ کب کہا تھا کہ آپ مجھ سے پیا کرتے ہیں؟" - زرنش شرارت سے بولی۔

"وہ تو تم نے بھی نہیں کہا۔۔۔۔۔" وہ شرارت سے مسکرائے۔

"کہا تو تھا مگر آپ نے ڈانٹ دیا تھا۔"

"اچھا چلو دوبارہ کہو اب نہیں ڈانٹوں گا۔۔۔" - انہوں نے محبت سے اُس کو دیکھا۔

زرنش نے سر جھکا لیا۔

"زرنش بولونہ۔۔۔"۔ انہوں نے ریکوسٹ کی۔

"آپ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں" - وہ شرماتے ہوئے بولی۔

"اور۔۔۔۔۔"

"میں آپ سے خود سے بھی زیادہ پیار کرتی ہوں۔۔۔۔۔"

"اور۔۔۔۔۔"

"آپ بہت غصے والے ہیں۔۔۔۔" وہ بولی تو حسن کے چہرے پر گہری مسکراہٹ آگئی۔







مزید کتب پڑھنے کے لئے آج ہی وزٹ کریں۔

[www.pakistanipoint.com](http://www.pakistanipoint.com)

ختم شد

